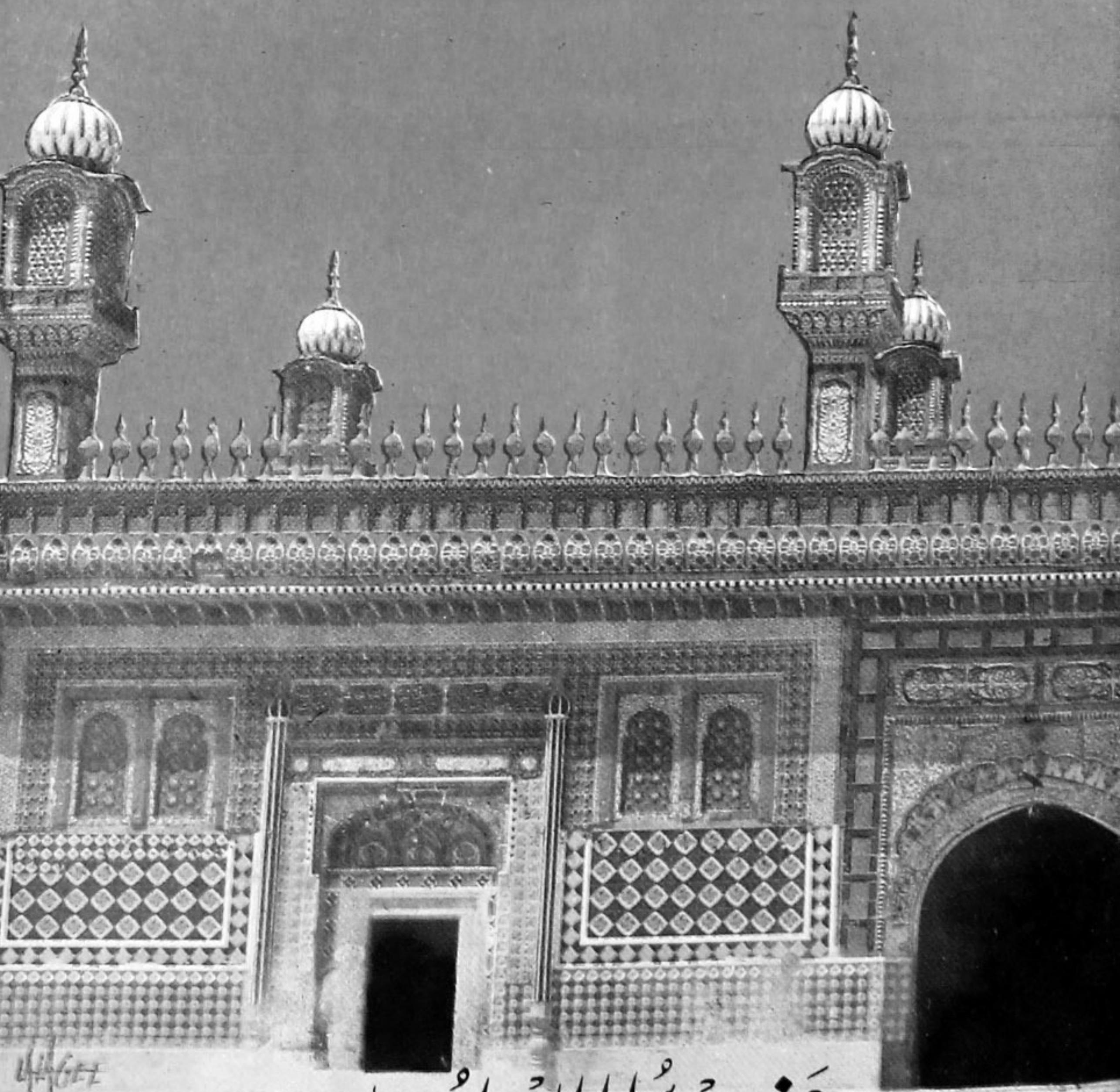


# شیخ بہرہ



حضرت سلطان باہموج رضی اللہ علیہ

بلا اړ حلې قمرسیالوی روڈ  
پکانه  
053-3526063  
0300-9626100

# شمشیر بے نیام

اردو ترجمہ

# تیرخ ببرہ

حسب الارشاد

دھبڑ شریعت و طریقہ معدن معرفت سیماج لاہوت  
عالیٰ قدر و الامر بت حضرت سیدنا مرشد ناسیم

رسول شاہ خاکی دامت برکاتہم عالیٰ

سلطان اس فرین بربان الوا بین حضرت سلطان با بھو  
متترجم

ابوالطیب محمد شریف حافظ فرمی نقشبندی (میر والی)

یوسف نارکیٹ غزنی سڑیٹ  
اردو بازار لاہور 7352795

پروگریم سوپر کسٹ لائپ

# بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## بُجَلَهُ حُقُوقِ بِحْرٍ پِبلِشِرز محفوظ ہیں

ناشر — یوہدری علام رسول

پرنٹر — اسلام عصمت پرنٹر

مُصَيّْف — حضرت سلطان باہو

اُشْعِیْتُہَا اول — یکم ستمبر ۱۹۹۳

قیمت — 25 روپے

## ملنے کے لئے

• پروگریوکس • یوسف نارکیٹ غزنی سڑیٹ  
اُردو بازار لاہور

• پروگریوکس • فیصل مسجد • اسلام آباد

• اسلام آباد پو • ۱۲۔ گنج بخش روڈ • لاہور



اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر گروہ کو اپنے ایسے بندوں سے تو قیر و عزّت فراہم کی جو  
 اس کی احادیث و صمدیت کے لیے اپنی عبودیت صادقہ کے عملی نمونے بن کر اس طرح  
 اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں کہ اپنی خداداد سیدگی اور بندگی سے مستفف کردار و عمل  
 کی عہد سازی و عصر پر قدمی کا حسن متعلقہ تمام لطائفتوں کے ساتھ نمایاں ہو۔ عامۃ المسلمين  
 میں ایسے ہی بندوں کا وجود درجہ عالمی اللہ کا تحریک ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسلام دین فطرت  
 ہے اور انسانی فطرت کے مطابق شریعت نے آداب حیات متعین کر دیتے ہیں  
 لیکن ہر شخص اپنی آزاد حیثیت میں ان آداب حیات کی پا بجائی میں اپنے تمام  
 فرائض کی حلقہ ادا نہیں کر پاتا یا فاقص العملی کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ سیرت و کردار کے رُخ سے ایسے قادر و اکمل افراد پیدا فرمادیتا ہے جن  
 کی حیاتِ عمل سے بچوٹنے والی ضیاء پاش کرنیں اپنے ماحول، معاشرے اور عہد کو  
 اس طرح منور کر دیتی ہیں کہ دیکھنے والوں کے دلوں میں از خود ان سے انجداب نور  
 کی تحریک پیدا ہو جائے۔ اہل اللہ، مأمورین من اللہ، اویا نے کرام صوفیا میں عظام  
 اور علمائے حق ایسے ہی مصادر نور بن کر عامۃ المسلمين کو عرفان و معرفت کا نور عطا  
 کرتے ہوئے اللہ کی رسمی کو مضمبوطی سے تحفام لینے کی دعوت عام کرتے ہیں۔  
 بڑی صیغہ پاک و ہند میں سندھ کو دارالislam ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ ملتان کو  
 پنجاب کی مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ قطب الدین ایک نے لاہور کو پہلی  
 مرتبہ مسلمانوں کا مرکز افتدار بنایا۔ یہی سبب ہے کہ بڑی صیغہ کے اویاد و صوفیا کی تاریخ  
 کا مطالعہ کیا جائے تو سندھ اور پنجاب سب سے پہلے ان کے نقوش قدم کی  
 خشتائیوں سے آبرو مند نظر آتے ہیں۔ کشمیر، دہلی ہند اور جنوبی ہند کو یہ عادیں

۳

بعد کے اداریں نصیب ہوئیں۔ کہیں مسلمانوں کے اقتدار سے پہلے ایسے خدا آشناویں کا محترم وجود ضیاء پاش نظر آتا ہے اور کہیں مسلمان اقتدار اور مسلمان معاشروں کا قیام ان کی پیش رفت کا حوالہ ثابت ہوتا ہے۔

بیشتر مغربی افکار و نظریات کے رسیا اس حقیقت سے نا بلعد نظر آتے ہیں کہ مسلم اکابر نے فکر و نظر کی فضاد میں جو تقدم اخْتیَلَ کیا وہ عصری دُزمانی قید سے آزاد ہے۔ اس کی معنویت آج بھی اتنی ہی دعتوں کی حامل ہے جتنی دعتوں کا ہماراً در مقتصی ہے۔ ایسی شخصیتوں نے غیر مسلم اقتدار کے زمانے میں بھی اپنی علمی فتوحات اور آداب حیات کی تہذیب و تطہیر کی خدمات کا تسلیق قائم رکھا۔ ان کے افکار و نظریات نے ان کی حیاتِ عمل کی ہی طرح وہ تبلیغی و تحریکی طرز و انداز اپنا یا جس نے ان کے ماحول کی غیر مسلم اقدار کو شرف بایمان کیا اور ان علاقوں میں بھی جن کی جغرافیائی حدود میں کوئی اسلام کا نام لیوانہ مقابارگاہ ایزدی میں سجدہ ریزوں کی صفائی آراستہ کر دیں بنیاری صورت میں ہیں اس امر کا جائزہ لینا ہے کہ جب حضرت سلطان با ہور حمة اللہ تعالیٰ علیہ کا دجودِ مکرم خدا آشنائی کی نسبتوں کے ساتھ متعارف ہوا۔ پنجاب کا ماحول کیا تھا۔ مسلمانوں کی جغرافیائی حدود کیا تھیں۔ ان کے معاشرتی خدوخال کیسے تھے۔ ان کی تعداد کتنی تھی۔ ان کا علمی تفوق کیا تھا اور سیرتِ دکردار کے اوصاف کیا تھے۔ اپنے دور کی مقتصیات پر ان کی دُور بیس نگاہوں کی فطری گرفت کیسی تھی اور ان کی صفات کا دائرہ کتنا وسیع تھا۔

صوفیائے کرام نے اپنی خدمات کا دائِرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں رکھا۔ سیرتِ دکردار کی نور پا خیوں سے غیر مسلموں کی تایفِ قلب کا فرض بھی ادا کیا۔ انھیں اسلام کی روشنی دکھائی۔ قرآن کی معنویت کجھائی اور حق پسند و باضمیر غیر مسلموں کو اس طرح شرفِ اسلام کیا کہ وہ خود اور آگے چل کر ان کی نسلیں مسلم قیادت کا بار اٹھانے

کی اہل ثابت ہوں۔

اسلامی تاریخ کے جس عہد، جس خطہ ارض اور جس باب کا جائزہ یا جائے غفار، یا ملوک و سلاطین کے ادوار کی مقید ران تفصیلات کے علاوہ اولیا، و موفیار اور علماء و فضلاء کی چیکا چوند پیدا کرنے والی ہمہ نوریت و عمل کی عالمتاب روشنیوں کے دھارے بھی نظر آئیں گے۔ جن کی عصری قدر مصطفیٰ نے مسلمانوں کی حیاتِ عمل کو اپنی حیاتِ عمل کی توانا قیادتوں سے مسلم تاریخ میں آبرومند بنایا۔ ایسی شخصیتیں اپنے اپنے دور میں ہمیشہ تاج و تخت کے متعاقات اور اقتدار و اختیار کی مراعات سے گریز و پرہیز کی عادی رہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ سلاطین و ملوک سے کہیں زیادہ اپنے معاصر مسلمانوں کے دلوں پہ انھیں کی غیر متزلزل حکومت قائم رہی اور ان کے بعد بھی صدی بعد صدی انھیں کے ناموں کا سکھہ چلتا رہا۔ ایسی شخصیتوں کا انہما کی فکر، استقرارِ عمل، حُسنِ تکلم و خطاب اور زورِ قلم عرفان و آگہی اور دانش و حکمت کے نسبت میں بخوبی اور نسبت بچھائے جاسکنے والے دیئے دو شن کرتا چلا گیا۔ جن کی تصانیف دنیا کی نگاہوں میں نہ آنکیں۔ ان کے ملفوظات، ارشادات اور فرمودات کے دفاتر مصادیرِ علم و عرفان ثابت ہوئے۔ تاریخ نے جب کبھی مسلمانوں کو زوال آنادگی کے صدموں سے دوچار کیا۔ ان علمی ذخائر سے غیر استفادہ کرتے نظر آئے یا کم از کم اپنے دور کے قاصر الحلال، محکوم اور اغیار پسند مسلمانوں کو ان ذخائر تک رسائی سے محروم رکھا اور اس طرح ان عرفان و آگہی کے ذمار کو اپنی تحویل میں لیا کہ وہ آج بھی مسلمانوں کی دسترس میں نہیں ہیں۔ بقیتی کا یہ عالم ہے کہ بیشتر دانشور قرار دیئے جانے والے مسلمان اپنے تمام تر زعم علم کے باوجود غیر مسلموں کے جن افکار و نظریات کو اپنائے بیٹھے ہیں۔ ان کے متعلق اس تاریخی صفت سے بے خبر ہیں کہ آخر وہ کن حدود تک مسلم اکابر کی علمی فتوحات سے ماخوذ و مستبط ہیں۔

حضرت سلطان باہر حمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سلطان العارفین مے ملقب ہیں۔ نام یہ  
احمد سلطان ہے۔ سلطان باہر عوام انس میں حضرت باہر کھلاتے ہیں۔ قدیم اعوان  
تبیلے سے تعلق ہے۔ آپ کے دالد ماجد حضرت بالیم محمد ہندستان کے محل شہنشاہ  
شاہ جہان کے منصبِ دار اور دہلی کے متمنکن تھے۔ تاجدارِ ہند کی ملازمت و قربت کے  
باوجودِ حاملِ سنت اور اتفاقاتش رہے۔ لڑکپن کی عمر تک حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کر لی  
تھی۔ مسند اولہ علوم کی طرف رجوع کیا اور عالم و فقیہہ بنے۔ شاہ جہان نے ان کی خدمات سے  
خوش ہو کر بصورتِ انعام شور کوٹ (جنگ) میں قهرگان گاؤں اور پچاس ہزار بیگھے  
زمیں عنایت کی۔ جس نے حصولِ معاش کی زحمتوں سے بچایا۔ اور نسل در نسل فراخی رزق  
کی را ہیں گھل گئیں۔ شہنشاہ کی اسی عنایت کا نتیجہ تھا کہ اس فائدان کے افراد نے تسل و  
تو اتر سے جنگ اور اس کے مضافات میں دین و مذہب کی خدمات انجام دیں اور پنجاب  
کے روان پور ماحدل میں تصوّف و طریقت کے فروع کا فرض ادا کیا۔

تاریخِ اسلام کا مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ سلاطین و ملوك نے اپنے اپنے عہدِ اقتدار  
میں اہل اللہ، صوفیاء اور دیگر اربابِ فضل و کمال کی خدمات میں بالعموم کرتا ہی نہیں کی۔ ان  
فقروشوں سے قطع نظر جو تمام عمر دنیا بیزاری اور عالم گریزی کے قریبے اپنائے رہے  
یا حصولِ معاش کی زحمتوں سے بے نیاز رہے۔ عموماً مسلم گاٹنڈگان اقتدار نے عزلت  
گزین و خلدت نشین فقراء و اولیاء کی زنجیر در کھٹکھٹائی۔ ان سے دعاوں کی خواستگاری  
کی۔ بدایات اور نصیحتیں حاصل کیں۔ غرض ان بوری نشینوں کی خدمت میں سوالیں کر  
ماضی دی۔ جوان کی عطا و عنایت پر ناراض ہوئے۔ ان کی نارضا مندی کے مددے  
جیسے۔ جن اربابِ فقر نے تحالف اور نذر انوں سے بے نیازی بر تی۔ ان کی خلوتوں سے  
دلخستہ و رنجور اٹھتے۔ جس طرح علمائے حق اپنی عزیتوں اور عظلتوں کے حوالوں سے  
پہچانے گئے۔ اسی طرح اولیائے حق نے بھی اپنے دامنِ سبڑ توکل، مزاں جاستغا،

طبعِ تحمل، خونے استقرار و استقامت اور فقر پسندی کو بمقابلہ مشیت  
کبھی آگوہ درسو نہیں کیا۔ دنیا سے بیزاری اختیار کی اور ہمیشہ راضی برضاء ہے۔  
دربارداری پسند کی نہ شاہی مسندوں کی عاشیہ برداری پر آمادہ نظر آئے۔ بعض  
ستجاب الدعوات خدار سیدوں نے اپنے عہد کی مقتدر شخصیتوں کے مسائل حل کروائے  
ان کی عذاب ناگ مشکلات رفع کر دائیں اور تاریخی فتوحات کی سعادتوں سے بہرہ مند  
کیا۔ یہ اگر موضوع ہے کہ بعض خاندانوں میں آبا و اجداد کی خدار سیدگی آئندہ نسلوں  
نے دنیا طلبی اور تکشیع یا بی کاوسیدہ بنالی اور اپنے بزرگوں کے زہد و اتقا کو اپنی دنیا  
سازی کا معنواں بنایا۔ اہل اللہ کے ایسے خاندان بھی متعارف ہوئے جو نسل درسل  
قرب الہی کی معمتوں سے متصف رہے۔ غرض بیشتر سربراہوں اور مسلم بچکلا ہوں نے  
اپنادینی و اخلاقی فرضیہ جان کر بزرگانِ عصر کے تبلیغی اور متصوّفانہ کردار میں دائرے  
درمے یا قلمے سخنے اپنا حق ادا کرنا ضروری سمجھا۔

آپ کی ولادت باسعادت شہنشاہ اور نگر زیب عالمگیر کے عہدِ حکومت میں  
ہوئی۔ سال پیدائش ۱۳۰۴ھ ہے۔ شورکوٹ (جہنگ) آپ کا مولد ہے۔ یہیں  
متوطن ہوئے اور یہیں تین عمل میں آئی۔ خاندان اور قرب و جوار کے افراد نے بچپن  
میں سی سلطان بامہو کے رو به ولایت ہونے کا اندازہ لگایا تھا۔ مرد جہہ تعلیم کے حصول  
کا زمانہ بھی شورکوٹ میں ہی گزرا۔ وہیں باطنی علوم کی تحصیل کا مذاق پروان ہڑھا۔ ولایت  
یا خدار سیدگی درسگاہوں اور جامعات کی اسناد سے میر نہیں آتی۔ یہ منصب  
اکتسابی نہیں وہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ، اپنی مشیت و رضا کے مطابق ہے چاہتا  
ہے اس منصب کے لیے منتخب فرمایتا ہے۔ کچھ شخصیتوں کو نو خیزی و نو عمری سے  
ہی اس منصب کی متعلقة سعادتیں انعام فرمادی جاتی ہیں اور کچھ اصحاب کو حریف و مقابل  
گردش دوڑاں سے پے ہے پے نبرد آزمائی کے بعد منصب ولایت پر فائز المرامی

کام تحقیق گردا تا جاتا ہے۔ سلطان با ہو کو ماحول نے بھی تو ریشی اوصافِ حنفی ممیز کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ذو شہری قسمت میں اپنی محبت اور تو قیر زمانہ رقم کر دی۔ اسی دوسری خوش فضیلی کے بعد سلطان با ہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور یا نے پنجاب کی منزہ و آنستہ صفوں میں نمایاں ہوئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس طرح نوازا کہ ان کے ارادت مند اور وابستگانِ محبت آج تمام جغرافیائی حدود سے آزاد ان کی تحریم و توقیر کے نعمت زدن ہیں۔

سلطان با ہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان شخصیتوں میں شامل نہیں جو کبھی اپنے حصارِ ذات سے باہر نہیں چھانک سکتیں۔ صرف اپنے لیے بیدار ہوتی ہیں۔ اپنے لیے متعات کی شیدا ہوتی ہیں۔ اپنے وجود کا اشتہار بن کر ہو پیدا ہوتی ہیں اور صرف اپنے لیے زندہ رہتی ہیں۔ عموماً ہر زمانے کا معاشرہ ایسی ہی بیشتر شخصیتوں سے وجود میں آتا ہے۔ اللہ والوں کی زندگی اس کے برعکس اپنے وجود اپنی ذات اور اپنی شخصی منفعتوں سے بے نیاز گزرتی ہے۔ ایسے پاک و منزہ افراد حبِ اللہ اور حبِ رسولِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سعادتوں سے ممیز و مشرف ہو کر اپنے ماحول کو معرفتِ حق اور تنورِ حق سے منور کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسی شخصیتیں خدا آشنائی کا حوالہ بن کر اثیارِ رسولِ صلی اللہ علیہ وسلم اور پیرویِ سنت کے صادقِ جذبوں سے اپنی حیات و سیرت کو اپنے ماحول اپنے معاشرے اور اپنے زمانے کے لیے حین عمل کا آئینہ بناؤ کر خاموش مبلغ ثابت ہوتی ہیں۔ اپنے وجود اور اپنے کردار کو نافع دوراں بنادیتی ہیں۔ دوسروں کے لیے دست بہ دعا اور دوسروں کے لیے دُعا بہ لب ہوتی ہیں۔ عصری متعات سے بے نیاز اپنی ذات کے لیے راحت و آرام ہے بے پرواہ اور دنیا طلبی کی رقبتوں سے گرینے پر ہمیز کے ساتھ ہر دیدہ بینا کے لیے تقریبِ اللہ کا حوالہ بن جاتی ہیں۔ بنی رُوف در حیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی جاری و ساری صداقتوں کا دوامی اثبات عام کرتی جاتی ہیں۔ حبِ رسول انھیں امت رسول کی عاقبت بخیری کے لیے مصروف فوز و فلاح بنادیتا ہے۔ دنیا ان کی تحریک و دعوت پر صادر کرتی ہوئی رجوع الی اشہر کی منزیلیں طے کرتی چلی جاتی ہے۔ ان کی خدادار صلاتیں خدا آشنائی کی فضات عمیر کرتی ہیں۔ ان کی روایتی قوتیں عصری منفعت و بہبود کے لیے کارکشا ثابت ہوتی ہیں۔ ان کی خفقت و محبت کا چھٹنار خلق و مردم کے خنک سائے دراز رکھتا ہے تاکہ مردِ زمانہ کی چلپلاتی ہوئی دھوپ اپنی تمازوں کے ناقابل برداشت زاویے سیمٹ لے اور وابستگان اخلاص کے لیے عافیت کا عملی تیقین خوش بختی کی نوید بن جائے۔ درمانہ و پریشان حال سکون و طمانتہ اور دلوں پر نزول سینکڑے کا ذائقہ مشاہدہ کر سکیں۔ ذاتِ الہی پر تقین و اعتماد کا استقرار و استحکام ایمان کو راسخ و کامل اور غیر متذبذب وغیر متزلزل بنادے۔ اشہد اے اپنے وجود سے اسی لیے ہمارے درمیان بے نقینی کا ہر جھنگڑ صاف کرتے نظر آتے ہیں۔ ہر دو رہیں تاریخ پر ثابت کرتی رہی کہ اولیاء و اصنیعاء کے بے لوث کردار نے اپنی ایمانی قوتیں سے غیر مسلموں کے لیے بھی ایسے مقناطیسی دائرے بُن دیئے ہیں جن کی ناقابل تریخ کشش نے ان گنت قوموں، قبیلوں، ذاتوں اور گوتوں کے لیے ایمان و اسلام کو سهل الحصول بنادیا۔ سیرت مقدسہ کی نسبت جاریہ سے تالیف قلب کی سلاحتیں بروئے کارلے آئے اور دامنِ اسلام کو بلے انداز و سعتوں سے آراسٹہ کرتے چلے گئے۔ تنہا بُر صغیر میں الحمد للہ جتنے مسلمان آج موجود ہیں قرونِ اولیٰ میں جزیرہ نماۓ عرب کی پوری آبادی اس کا عشرہ عشرہ بھی نہ تھی بلکہ آج بھی کوئی عددی نسبت نہیں رکھتی۔ یہ فیضانِ رہل کی ابدیت کا ہی ایک عالمگیر پتو ہے کہ عاشقانِ رسول علیہ الرحمۃ والتسیم کی ہبہ وقت منحصرہ فہ متلوں نے اسلام کو ہمیشہ کے لیے جغرافیائی قید و بند سے آزاد کر دیا۔ جو فدامت شہدار اور مجابر ہیں کی سرکبھی نے نمار بول اور مجلدلوں میں انجام دی دہی

خدمتِ ادیباد و صوفیا، شہروں کے پُر امن ماحل میں سیرتِ دکردار کی بر قی نہروں سے بجالائے اور فروعِ اسلام کے یہے صحبتِ عمل کی پاسداری کا فرضِ انجام دیا۔

مغلوں کی تاریخِ ہندوستان میں عجیب و غریب صورتِ حال۔ سے متعارف کرتا ہے۔ تاریخِ اسلام کا ہر باب یوں تو باہمی مناقشات کی تفصیلات سے آزدہ کرتا نظر آتا ہے یہیکن بر صغیر کی تاریخ جہاں مغلوں کے ہر شخصی اقتدار کا نقطہِ آغاز جنگ و جدل کی صورت میں نشانِ زد کرنی نظر آتی ہے۔ ویس بستی سے ہر اقتدار کے خاتمے پر افرادِ فائدانِ بکھہ براہ راست بھائیوں میں بھی جدال و قتال کے افسانے مرتب کرتی چلی جاتی ہے۔ نصیر الدین ہمایوں کے چودہ برس ملک بدری میں گزرے شاہ جہاں کو جیتے جی مندِ اقتدار سے محروم ہونا پڑا۔ غرضِ تسلیم اقتدار میں حالات کی یہی نگرانی عدمِ استحکام کا باعث بنتی۔ درہ آج صورتِ حال مختلف ہوتی۔ انگریز تاجروں کو سازشوں کے ذریعے اقتدار کا ذائقہ میسر نہ آتا۔ مسلمان پاکستان کا مطلبہ نہ کرتے۔ ہندو مسلم اقتدار سے اپنے یہے کمی گوشے میں علیحدہ ریاست کی بھیک مانگ رہے ہوتے۔ یہ سارا قصور و ختموں کی منافقانہ سازشوں کا نہیں کہ وہ تو پیدا ہی اس اس کام کے لیے ہوئے ہیں۔ اصل قصور و اصرف مسلمان ہیں۔ جنگِ جمل سے کوئی بیق یکھاں جنگِ صفين سے اور تو اور سانحہ کربلا نے بھی آنکھیں نہیں کھولیں اور مسلمان قوم کی تصریب اور سیاست و قیادت نے مند و منصب کے حصول کی خاطر اسلام و شمنوں سے معافی کیے اور باہمی جدال و قتال کو اپنی عدالتِ اولیٰ بنالیا۔ تاریخ کی ان روح فراسا حقیقتوں نے اسلام کو زیخِ دبن سے اُکھاڑ پھینکا ہوتا۔ اگر حسین پیدا نہ ہوتے! اشتہار نے اپنی جانیں لے لیں اُفریں کے پردہ کی ہوتیں! اگر اولیاء و صوفیاء کے ناقابلِ خرید نہیں روں سے بچوٹنے والی روشنی کا وجود نہ ہوتا! اگر یہ پاک نفوس دعوتِ اسلام کے لیے اپنے وجہ دا اور اپنی حیات دیرت کو اسلام کی

دھوپِ صادقہ کے لیے اسلام کا بذابت خود عملی نمونہ بنانے کے رکھنے کے عادی نہ ہوتے۔ یہ فقر  
مش، بوریہ نشین، عزّلت گزریں ابے لوٹ، مخلص اور خدار سیدہ افراد اللہ کی رحمت  
بن کر ظہور نہ فرماتے! مغلوں کی تلمواز نے اپنے صدیوں پر محیط زمانہ اقتدار میں کسی  
ایک مسلمان کا بھی اضافہ نہیں کیا۔ وہ اولیاً نے کرام، ہی سخنے جن کے رشد و ہدایت  
کی برکتوں نے اسلام کی عظیتوں اور اسلام کی عزمیتوں کا سرکبھی ختم نہ ہونے دیا۔ اعلان  
کلمۃ الحق کے لیے انہیں مقدس و محترم شخصیتیوں نے اپنی صدقی بیان زبانوں کے  
آبدار جو ہر طریقہ کا ہے۔ اولیاء و صوفیاء کا تسلیل صرف ماضی کی تاریخ کا حصہ نہیں۔ آج  
بھی معاشرے میں ایسی ہی ڈھنکی چپی شخصیتیوں کے وجود سے مسلمانوں کا بھرم قائم ہے۔  
آنندہ بھی تاقیامت ایسی ہی خدار سیدہ شخصیتیوں اسلام کی حقیقی علم داری کا حق ادا کرتی  
رہیں گی۔

سلطان باہو اور نگ زیب عالمگیر کے عہد میں پیدا ہوئے مغل حکمرانوں  
میں صرف دو شہنشاہ ایسے گزرے ہیں جنہیں الگ الگ ذاتی اقتدار کی نصف  
صدی میسر آئی۔ جلال الدین اکبر کے بعد یہ طویل دورانیہ اور نگ زیب عالمگیر  
کو نصیب ہوا۔ اکبر اپنی بذختنی اور جہالت کے سبب اسلام و شمن سوچ رکھنے والے  
حوالیوں کا آلا کارہ بن کر بے شمار بدعتوں کی طرح ڈال گیا۔ حتیٰ کہ درشنی پوج  
اور دینِ اللہ جیسے اسلام کش نظریات کو عملی شکل دینے میں کامیاب ہوا۔ آخر  
قدرت کو شیخ سرہند حضرت مجدد الف ثانی جیسی موحد شخصیت پیدا کرنی پڑی۔  
اور نگ زیب نے اسلام کے راستے میں اکبر کے بچھائے ہوئے کاٹے اپنی پلکوں  
سے چُن لیے لیکن زہرا تنا سرایت کر چکا تھا کہ تمام زہرناکی ختم نہ کی جاسکی۔ بلکہ  
سیاسی انتقام کے سلسلے میں اور نگ زیب کی مضبوط گرفت کار و عمل بن کر اس کی  
حلت کے بعد مغل حکومت کے خاتمے کی منافقانہ سازیں برداشت کار لائیں گیں۔

جن میں دو آمده موقع پر پست انگریز تاجر بھی شرکیک ہوتے اور قسمت آنماش اس طرز  
چالوں سے ہندوستان پر اپنا اقتدار قائم کرنے میں کامیاب ہوتے۔

اوزنگ زیب نے تصوف و طریقیت کے نام لیوا مصنوعی دکانداروں کی تمام  
دکانیں بند کر دادیں اور شریعت کے نفاذ کی خاطر سخت روئیہ اختیار کیا۔ دوسری طرف  
اللہ تعالیٰ نے اوزنگ زیب کو سچے اولیائے کرام کی شناخت کا وصف عطا فرمایا تھا۔  
حیاتِ اوزنگ زیب کا مطلعہ ثابت کرتا ہے کہ جہاں اُسے فی الواقع کسی دلی کامل کی  
خبر ملی۔ وہ تیر کی طرح پہنچا۔ وہ پا پسادہ اور پا برہنہ بھی اکثر اولیائے کرام کی خدمت میں  
حاضری دیتا رہا اور یوں تاج و تخت، قبا نے سلطانی اور ہمہ گیر حکمرانی کی عزتیں ٹھہائیں۔  
یہ دور علمائے حق اور اولیائے حق کی سچی تعظیم و توقیر کے حوالے سے تاریخی اختصار  
رکھتا ہے۔ اس دور کے اولیاء اور علمائے کرام نے تصوف و طریقیت کے تحقیقی آداب  
کا میلان عام کیا۔ سلطان باہو کو بھی مغل تاریخ کا یہی پڑکون زمانہ میسراً یا احمد بن حبیب کے  
مسلمانوں کو دیگر معاصر اولیائے کرام کی طرح اسلام کی عملی پیروی کا راستہ سمجھایا۔  
اولیائے کرام کو اللہ تعالیٰ صرف توجہاتِ نظر اور سجّاب الدّعوّاتی کے لیے ہی محور  
نہیں فرماتا۔ انہیں وہ علم عطا فرماتا ہے جو ان کے معاصر علماء کے ہاتھ نہیں آتا۔ یہی  
سبب ہے کہ ہم اولیائے کرام کے افکار و نظریات، ارشادات، فرمودات، مکتوّبات،  
طفوطالات اور تصانیف کے ذخائر میں جواہرِ معانی کے مذاج قلزم طوفان بکنار  
دیکھتے ہیں۔

سلطان باہر حجۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سابق اولیائے کرام اور صالحین والا بتار  
کی روایت صاریح کو اپنایا اور اپنے محمد کی مردجہ زبان، فارسی میں بعض محققین  
کی رائے کے مطابق، ۵۰ بعض آراء کے مطابق تقریباً ایک سو پچاس کتابیں تصانیف  
کیں۔ اب تک جو کتابیں دریافت کی جا چکی ہیں ان کی تفصیل دریج ذیل ہے۔

- |                            |                       |
|----------------------------|-----------------------|
| ۱. عقل بیدار کبیر          | ۲. عقل بیدار صغیر     |
| ۳. مجازۃ النبی             | ۴. مجتہ الاسرار       |
| ۵. کلید التوحید کبیر       | ۶. کلید التوحید خرد   |
| ۷. عین الفقر صغیر          | ۸. عین الفقر صغیر     |
| ۹. تیغہ برہمنہ             | ۱۰. محک الفقراء کبیر  |
| ۱۱. اسرار قادری            | ۱۲. مجموع الفضل       |
| ۱۳. توفیق الهدایت          | ۱۴. محک الفقراء صغیر  |
| ۱۵. رسالہ روحی اور نگز زیب | ۱۶. شمس العارفین      |
| ۱۷. فضل اللقار             | ۱۸. قرب دیدار         |
| ۱۹. امیر الکوئین           | ۲۰. دیوانِ باہو فارسی |
| ۲۱. مفتاح العاشقین         | ۲۲. نور الهدی         |
| ۲۳. ابیاتِ باہو پنجابی     | ۲۴. حجۃ الاسرار       |

بعض تذکرہ نگاروں نے سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردو دیوان کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لیکن پنجابی اشعار کی طرح اردو اشعار کا انتخاب شائع نہیں کیا۔ تا حال ان کا دیوان اردو میری نظر سے نہیں گزرنا۔ جس دن ہاتھ آیا۔ اُس پر اُن کی معاصرانہ اردو شاعری کا تعاملی جائزہ پیش کرتے ہوئے قلم اٹھاؤں گا۔ اس طرح عہدِ عالمگیری میں پنجاب کی مردمجہ اردو کا تحقیقی جائزہ آسان ہو جائے گا۔ والد چونکہ دہلی سے شور کوت منتقل ہو گئے تھے اس لیے اغلب امکان بھی ہے کہ دورانِ خانہ اس دور کے دہلی میں رائج اردو زبان متعمل رہی۔ اس طرح فروع اردو میں اردو زبان کے شعر ائمہ پنجاب کا تسلسل واضح تر صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔

سلطان باہر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پنجاب کے ارادتمندوں نے بڑی کثرت کے ساتھ ان کے پنجابی دیوان کے حوالے سے پڑھا کجھا اور اُسی پر اکتفا کیا۔ عام مطور پر لوگ یہ

نہیں جانتے کہ سلطان باہر کے خزانوں فکر و لفظ صرف ایک پنجابی دیوان ہک مدد در نہیں۔ ابھی تک بانسابطہ صورت میں ان کی تمام دستیاب تصانیف کا سمجھ ریاتی مطالعہ اس طرح پیش نہیں کیا گیا کہ سلطان باہر کی علمی خدمات کا مکمل احاطہ ممکن ہو جائے۔ اس دور میں طباعت و اشاعت کی وسیعیت میں بھی میرزا تھیں جن سے دنیا آج بخوبی آشنا ہے۔ اس لیے ماں کی بیشتر تصانیف بصورت مخطوطات ہی دستیاب ہوئیں۔ علیٰ فتح جس کسی کے ہاتھ آیا اُس نے اوروں سے چھپایا۔ اس طرح تمام تصانیف اہل نظر تک نہ پہنچ سکیں اور ان میں سے بیشتر ضائع ہو گئیں۔ قدیم علماء و صوفیاء کی تصانیف یکجا کرنے کے لیے بانسابطہ سرکاری سطح پر مسم پلاٹی بانی چاہیئے۔ تا کہ ہمارے اکابر کے علمی خزانوں سے ہماری آنے والی نسلیں بھی کما حقہ مستفید ہو سکیں۔ یہ خدمت ان کے موجودہ ارباب نسل بھی اجتنادی صورت میں انعام دے سکتے ہیں۔ اس کے لیے متواتر نہایت سنبھالہ کوششوں کی ضرورت ہے۔

سلطان باہر حمدۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نظر تصنیف تیغ برعنہ قارئین کرام تک پہنچانے کے لیے جناب عارف نوری صاحب نے بڑی کد و کاوش کی ہے۔ اصل کتاب فارسی میں تصنیف کی گئی جس کا ترجمہ فرمان فرید نذرِ قارئین ہے۔ تصوف اس کا مرکزی موضوع ہے۔ جس میں سلطان باہر حمدۃ اللہ علیہ نے تصوف نا آشناوں اور تصوف کے معافی و مفاسد کا اور اک حاصل کرنے کے متعلقی طبقات کے لیے عنزانہات کی تخصیص کے ساتھ اگل اگل ابواب کی صورت میں تفصیل تصوف کی سعی بیان سے کام یا ہے۔ اس موضوع کو ذریحت لاتے ہوئے اس کے متعلقات حقائق، مطاببات، کمالات اور تصرفات کی تفصیلی درجہ بندی کا دشوار ہدایہ کیا۔ اس نوعیت کی مختلف خدمات اسلاف نے بھی انعام دیں اور اپنے اپنے استدرآک و عرفان کے مطابق علمی سطح پر تصوف کا استحقاق ثابت کیا یا اس کی ضرورت و اہمیت کی تشریحات پیش کیں۔ اسلام کو جغرافیائی سطح پر فروع حاصل ہو ا تو متواتر مسلم فتوحات نے غیر مسلم اقتدار کے بہت

سے روایتی اثرات بھی قبول کیے۔ ترک داہشام، جاہ و بلال، طنطنة و طمطراق اور شان و شوکت کی دنیاوی جلوہ نمایاں اپنا لیں۔ اس روشن نے عمومی خوشحالی کے بینب اس دور کے عامتہ المسلمين کو بھی خاصہ متاثر کیا اور اسلام کی معروف سادگی مروہانیت فخر و درویشی اور توکل و استغنا کا مرد جہ مراجع دھیما ہوتا چلا گیا۔ یہ صورت حال بھی صوفیاً کرام کو معاشرے کی بدلی ہوئی روشن کے بینب اپنے کردار عمل اور تحریک و ترغیب کی ہمدرست قوتول کو بدوٹے کار لانے کے لیے منظر پر لے آئی۔ تبع تابعین میں ایسے علوم رتبہ افراد کی خاصی تعداد سامنے آئی جو علوم شرعی میں استناد کا درجہ رکھتی تھیں۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور کلام کی عصری علمائوں کی صورت میں نہایاں ہوئیں۔ اپنی علمی علو مرتبتی کے علاوہ یہ صاحبِ دل اور صاحبِ نظر شخصیتیں فخر و استغنا، ازید و فنا عمت اور سادہ مراجی و سادہ فطرتی کی ہلکتی پھر تی مشائیں بن گئیں۔ ان حضرات میں اویس بن عامر القرنی، عامر بن عبد اللہ البصري، مسروق بن عبد الرحمن کوفی، حرم بن حیان، ربيع بن خیشم، دوی ابو سعید الحسن البصري، مالک بن دینار، فضیل الرفاسی، صالح بن بشیر المری، ابراہیم بن ادہم، شفیق البعلبکی جیسی رہنماء شخصیتیں سامنے آئیں اور مسلمانوں کو اپنی ملیع شرع زندگیوں سے دعوتِ اصلاح کی خاطر اپنے اپنے وجود میں وہ عملی نمونہ بن گئیں جن کی مقناتیت نے مسلمانوں کو حسب دنیا کے تیز رفتار دریاؤں میں بہہ جانے سے روکا۔ اس متھوفانہ زندگی کی ضرورت کا احساس دلایا جس نے مسلمانوں کو اپنی روزمرہ زندگی میں تعلیماتِ اسلام سے بیکرانگی اور بے توجہی کی فنا سے باہر نکالا۔ یہ سلسلہ ان شخصیتوں پر ختم نہیں ہو گیا۔ چونکہ مسلمانوں کو صدیوں پر محیط ایک طویل عرصے تک مدلل اقتدار و حکومت کے ذائقے میسر آتے رہے۔ اس لیے ایسے مخصوص کردار کی حامل دیگر شخصیتیں بھی حصہ ضرورت سامنے آتی رہیں۔ ان میں حضرت سرفی سقطی ف ۲۹۲ھ، حضرت بنیاد بغدادی ف ۲۹۶ھ، حضرت ابو الحسن سری سقطی ف ۳۰۷ھ، ابو حمزہ محمد بن ابراہیم الصوفی البغدادی ف ۳۱۹ھ،

ابو سلیمان الدّرانی ف ۱۵۲ھ، ابو عبد اللہ عارث محاہبی ف ۲۳۲ھ، حضرت  
ذوالنّون مصری ف ۲۴۵ھ، ابو محمد سهل بن عبد اللہ تیرمذی ف ۲۸۲ھ، حضرت  
ابو سعید احمد بن عییٰ الخرازی ف ۲۷۶ھ، حضرت ابو یزید بسطامی ف ۲۷۱ھ، بھی۔ بن  
محاذ الرّازی ف ۲۷۱ھ، ابو صالح محمد بن القصار نیشاپوری ف ۲۷۱ھ، موسیٰ الفشاری  
مروزی ف ۲۷۲ھ، ابو علی احمد بن محمد رودباری ۲۷۳ھ، ابو زید الادمی ف ۲۷۴ھ،  
علی بن محمد عبد الوہاب ثقفی ف ۲۷۲ھ، ابو بکر بشیلی ف ۲۷۳ھ، خلدمی ف ۲۷۴ھ،  
بہت نایاں ہیں۔

ان حضراتِ گرامی نے عملی کرد ارتقیبیش کیا ہی تھا سیکن جہاں ضرورت محسوس ہوئی اپنی  
تصانیف سے علمی خدمات سمجھی انعام دیں۔ احیاد العلوم کیمیا نے سعادت، عوارف المعارف اور  
کشف المجبوب نے علمی دنیا میں نہ دائر اور دیر پاز لز لے پیدا کیے۔ عوارف المعارف متنازع  
حیثیت اختیار کر گئی تیکن اس کا رد لکھنے والوں کے ساتھ ساتھ اس کا جواز پیش کرنے  
والے سمجھی سامنے آئے۔ سلطان باہور حمۃ الشّالیہ کی علمی خدمات کا جائزہ لیا جائے تو  
صف محسوس ہوتا ہے کہ مسلم اسلاف کی علمی خدمات اور ان کے مترب شدہ نتائج سے پوری  
طرح و قوف و خبر کے رشتے قائم رکھے اور اپنے عہد کے مطابقات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے  
کلید التّوحید خور و کلاں اور دیگر تصانیف سے مسلمانوں کی علمی خدمات کا تسلی منقطع  
نہ ہونے دیا۔

عارف نو دی اکابر صوفیاء کی الی خدمات کے تعارف جدید میں کبھی طبع سیری محسوس نہیں  
کرتے۔ ان کے دل میں اس کی طلب دارز و اتنی روزافرزوں ہے کہ عزّت اسلاف ان کی ذاتی عزّت  
و نام و ربی کا دیکھ بنی ہوئی ہے۔ مجھے تین ہے مقصوٰ فنا نہ مزاج رکھنے والے حلقوں میں لقیناً  
شمშیر بے نیام کو نہایت اشیاق و استغراق سے پڑھا جائے گا۔

سید انوار الحق ظہوری

# خطبہ مبارکہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالْعَاقِبةُ لِلْمُسْتَقِرِّينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى رَسُولِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَهْلِهِ وَاصْحَابِهِ وَالْأَفْلَقِ بَيْتِهِ  
وَأَذْوَاجِهِ أَجْمَعِينَ.

اَمَّا بَعْدُ

صاحب تصنیف قادری غلام فقیر باہمود بازید محمد عرف احوال  
قلعہ شور کوٹ کے رہنے والے مقام و مرتبہ معرفت، طالب کے سب مراتب، مقام و  
مرتبہ مرشد، مقام و مرتبہ فقر، اشترب العالمین جل مجده الکریم کی ذات وحدہ لا شریک  
میں فنا اور غرق۔ جس ذات کرمیہ کے بارے میں اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ ارشاد ہے۔  
مرشد کامل با توفیق بقا بالله فی التوجیہ اور مرشد ناقص اہل تعلیم کے بارے میں چند کلمات  
طیبیات قرآن و حدیث اور آییہ کرمیہ کے مطابق بیان کرتا ہے۔

جاننا پا ہیئے کہ ان اوراق کی قتل خوانی کی صورت میں تو ایک خبر ہے لیکن حقیقت  
میں علماء بالله اور فقیر ولی اللہ کی مسخر کم کسوٹی ہے۔ کیونکہ اس میں اشترب العالمین جل مجده الکریم  
کے خزینہ مظاہریہ اور معرفت معنیہ لکھتے ہوئے ہیں۔ اس لیے کہ مرشد عارف فقیر اسم کا

معماً تصور و تصرف سے حل کرتا ہے۔ اور کلیدِ اسم اللہ عز و جل سے عوام دخواص کے ملکم کا انکشاف کرتا ہے۔ یہ یقین کا راستہ ہے جو سابقین کے لیے ثواب نا لڑی اور فنا فی اللہ فیقرول کے لیے تحقیق کا راستہ ہے۔ جو مقرب اہل توفیق ہے اُس کے لیے اہل قرب کو ریاضت میں لانا حجاب مطلق اور معصیت ہے۔

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ كَا رِشَادٍ هُوَ

وَمَا تَوْفِيقٌ إِلَّا بِاللَّهِ

ترجمہ: مجھے جو توفیق ہے اللہ کی طرف سے ہے۔

پھر ارشاد ربُ العالمین جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ ہے:۔

ذِلِّكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمُ  
ترجمہ: یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ فضل عظیم کا مالک ہے۔

حضرتِ مسیح شفیع المذاہبین رحمۃ اللہ علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ  
اجمیعین کا ارشاد گرامی ہے:۔

حَسَنَاتُ الْأَوْبَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقْرَبِينَ  
صالحین کی نیکیاں مقربین کی بُرا ایساں ہوتی ہیں۔

## طریقہ قادری کی اہمیت

جاننا چاہیئے کہ اگر ہر ایک سالک، ہر ایک خانوادہ اور ہر ایک طریقہ تمام عمر چلے اس تھنہائی میں ذکر و فکر جاری رکھے مہر بھی کسی طریقہ کی انتہا، طریقہ قادریت کی ابتداء کو نہیں پہنچ سکتی۔ کیونکہ طریقہ قادریت سورج کی مانند ہے اور دوسرے طریقہ چراغ کی مانند ہیں۔ مہر چراغ کی کیا مجال کہ سورج کے مقابلہ میں روشنی پھیلاتے۔

رسالہ ہذا کا نام تیغ برهنہ رکھا گیا جو مودی نفس کے لیے سیف قاتل ہے  
اور کافروں کے لیے دارِ حرب ہے ۔

تیغ را در دست گیرد تیغ گیر

قتل ساز دنفس را فی اللہ فقیر

ترجمہ: تلوار کو ہاتھ میں لے اور خود تلوار ہو جا۔ نفس کو قتل کر دے اور  
اللہ کے راستے میں فقیری اختیار کر۔

باز دارد بد خصالت از ہوا

ایں مراتب عارفان و اولیاء

ترجمہ: تیری خصلتیں تجوہ کو نفسانی خواہشات سے روکیں گی اور یہ درجے  
عارف اور ولیوں کو ملتے ہیں۔

جس طرح کہ تلوار کا دھنی تلوار کو ہاتھ میں پکڑتا ہے ایسے ہی فنا فی اللہ فقیر نفس  
کو اللہ کے راستہ میں قتل کرتا ہے۔

اللہ ربُّ العزَّت تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَمُوْيِ فِيَانَ الْجَنَّةَ هِيَ الْمُأْوَى  
ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا مُحکما: جنت ہے۔

جاننا چاہئے کہ ولی کی جمع اولیاء ہے۔ اور ولی کے معنی دوست کے ہیں۔ ولی  
اللہ یعنی اللہ کا دوست۔ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جو چار تاریکیوں سے نکلے: ۔  
پہلی تاریکی: ۔ ظلماتِ خلق ہے۔

دوسری تاریکی: ۔ ظلماتِ دنیا ہے۔

تیسرا تاریکی: ۔ ظلماتِ نفس ہے۔

چوکھی تاریکی : ظلماتِ شیطان ہے۔  
اور کھپر مختلف چار نور ہیں ۔

پہلا نور : نورِ علم ہے۔  
دوسرانور : نورِ ذکر ہے۔

تیسرا نور : نورِ الہام ہے۔

چھ رکقا نور : فُرمعرفت با قرب حضور ہے۔ چنانچہ نورِ لقا کی ذات میں مستفرق ہو جائے۔

جاننا چاہئے کہ مراتبِ ولایت مندرجہ ذیل ہیں ۔

ارشاد باری تعالیٰ جل جلالہ اکبر تم ہے ۔

اللَّهُ ذَلِيلُ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ  
ترجمہ : اللہ مومنین کا دوست ہے اور انہیں گمراہی نکا کر ہدایت کی طرف لے جاتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ مرشد کامل طالب کو اول روز تمام ظلماتِ حرص و ہوا سے نکال کر نور ذات لقا فی اللہ کی وحدانیت منجھدار میں غرق کر دیتا ہے۔ جسے یہ توفیق حاصل نہ ہو وہ مرشد کھلانے کا مستحق نہیں ہے۔ وہ معرفتِ خدادندی کے باطن کی خبر نہیں رکھتا ہے اور حضور نبی کریم و مارسلناک الارحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلاۃ والستیم کی مجلس پاک سے ناجرم ہے۔

چشم بند عینک ہے پیش چشم دل  
خوش بہ بیں دیدار را در جنم گل  
قلبی آنکھ کے سامنے ظاہری آنکھ کو بند کر لے اور خاکی جسم میں فُری  
ذات کا دیدار کر۔

یہ تمام مراتب بالا صرف طریقہ قادریہ میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے سوا دوسرا  
مدعی ہوتا وہ لا ف نہن ہے۔ وہ اہل حجاب ہے۔ یہ تمام برکت حسنور غوث اعظم  
شیخ عبد القادر جیلانی شہباز لامکانی قدس سرہ النورانی کی استمداد سے حاصل ہوتی  
ہے۔ آپ کے طالب و مرید باطن کے صاف اور اولیاء اللہ کے پیشوں ہوتے ہیں۔

مردہ پیراں خاک شد در زیر فاک

محی الدین زندہ بہ بینی جان پاک

ترجمہ: مردہ پیر قبر میں جا کر مٹھی ہو جاتے ہیں اور محی الدین کو تو پاک  
جان کے ساتھ زندہ جان۔

روح و جاں شد بالقا دل بانی

قدم او شد جملہ بر گردن ولی

ترجمہ: روح اور جان اس کی اللہ میں فنا ہے اور دل بنی کے ساتھ ہے  
اور ان کا قدم تمام ولیوں کی گردان پر ہے۔

شہوار است شاہ دلایت شاہ سوار

غوث و قطب مرکب است ته زیر بار

ترجمہ: دلایت کے شہ سواروں کا بھی شہنشاہ ہے۔ غوث اور قطب اس  
کے غلام ہیں اور زیر بار ہیں۔

گاہ بجسے طیر سیرش حباداں

گاہ بجسے نور غرق است لامکاں

ترجمہ: کبھی وہ اڑتا ہے اور اس کی جان ہمیشہ سیر میں رہتی ہے اور کبھی  
وہ نور میں کوڈتا ہے اور لامکاں میں فنا ہو جاتا ہے۔

با ہو آنچہ گوید از حابش بے حد

لا نہایت مرتبہ دارد لا عدد

# خام پیر کون؟

جاننا چاہئے کہ سہر ایک طریقہ میں مریدین کے بال جو قینچی سے کاٹ لیے جاتے ہیں ایسے پیر جاموں کی مانند ہیں۔ جو پیر جام کی مانند ہے وہ پیر خام ہے اور طریقہ قادریت میں کمال ہے۔ جو کامل پیر طالب کی دست بیعت کرتا ہے وہ اسے توجہ اور نظر سے معرفت فقرتک پہنچا دیتا ہے اور حضور یہد العالمین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی مجلس پاک میں داخل کر دیتا ہے۔ پس پتا چلا کہ قادری پیر کامل ہونا ضروری ہے۔ ناقص پیر جو جام کی طرح ہے وہ کسی کام کا نہیں۔ ۷

فقر پیش از معرفت دار الامن  
ذکر فکر و معرفت شد ماہزاں

ترجمہ: فقر معرفت کے دار الامن میں لے جاتا ہے۔ معرفت کے لیے ذکر و فکر راستہ بندا کرنے والے ہیں۔

ہر کہ بیند با تصور ذات نور  
ایں مراتب قرب وحدت باحضور

ترجمہ: جو کوئی تصور میں اللہ کے ذات کے نور کو دیکھتا ہے۔ یہ مقام وحدت میں قرب اور حضوری کا ہے۔

علم را بگزار و ذکرش را گزار  
غرق شود در وحدت پر درگار

ترجمہ: علم کو سچپوڑا اور اس کے ذکر کو سچپوڑا۔ اللہ تعالیٰ کی وحدت کے دریا میں غرق ہو جا۔

علم با عین است و ذکر ش ذات نور  
 علم و ذکر ش خاص برد با حضور  
 ترجمہ: علم اس کا مقصد ہے اور ذکر کر اس کی ذات کا نور علم اور ذکر حاضر  
 کر اس کو حضور میں لے جاتا ہے۔

فکر از فیض است و ذکر لازمال  
 ذکر و فکر ش خاص باشد با دصال  
 ترجمہ: فکر اس کا فیض ہے اور ذکر ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ذکر اور فکر خاص کر  
 وصال کے لیے ہوتے ہیں۔

علم و ذکر ش خاص برد با حضور  
 کے بود ایں ذاکر اہل الغرور  
 ترجمہ: علم اور ذکر خاص کر اس کی حضور میں لے جاتے ہیں۔ تو ایسے  
 ذاکر کب مغرور ہو سکتے ہیں۔

حضور سید العالمین شفیع المذهبین انیس الغربین رحمۃ للعالمین احمد مجتبی  
 حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناہ کا ارشاد گرامی ہے:

لَوْ كَانَ الْجَنَّةُ نَصِيبُ الْمُشْتَاقِينَ بُدُونَ جَمَالِهِ وَأَدِيلَادُ  
 وَلَوْ كَانَتِ النَّارِ نَصِيبُ الْمُشْتَاقِينَ مَعَ الْوِصَالِ جَمَالِهِ  
 وَأَشْوُقَاهُ۔

ترجمہ: اگر جنت عشق کو اس کے جمال کے بغیر ملے تو ہائے افسوس۔ ہائے افسوس  
 اور اگر جہنم عشق ملے اس کے دیدار کے ساتھ تو سبحان اللہ سبحان اللہ۔

اصل توحید است و دیگر شاخہ  
 دال مَا زَاغَ الْبَصَرَ وَمَا طَغَى

ترجمہ: توحید اصل ہے اور دیگر چیزوں شا خیں ہیں۔ جاننا چاہئے کہ نہ ہی آنکھ چند صیائی اور نہ ہی اپنی حد سے ٹبرھی۔

بانظر ہرگز نہ بنیم لاسوئی  
دنیا و عقیٰ سرسر باشد ہوا  
ترجمہ: ملک نظر کے ساتھ بجز توحید اور کچھ بھی نہیں دیکھتا۔ دنیا و آخرت کی چاہت سراسر نفس کی خواہشات ہیں۔

ناظر ان را نظر باشد بر الہ  
لعنی بر مال دنیا لعنی بر عز و جاه  
اہل نظر کی نظر ہر وقت معبود برق پر ہوتی ہے۔ دنیاوی مال و متاع  
ترجمہ: اور عزت و آبرو پر لعنۃ ہو۔

## حصول قوت کاراز

واضح رہے کہ فیض ولی اللہ یعنی اللہ کادوست اسم اللذات کے تصور کا عارف  
بائل حضور نبی کریم رَوْف و رحیم علیہما السلام افضل الصلاۃ والتسیم کے قرب سے تصریف  
اور اسم اللہ کے تصور اور اسم اللذات دریائے عمیق یعنی گہرے دریا کے تفکر  
اور اسم اللذات کی توجہ سے وہ قوت حاصل کرتا ہے کہ دونوں عالم کو دائی طور  
پر اپنے حکم کے ماتحت کر لیتا ہے۔ پس جو شخص اپنے ناخن پر دونوں عالم کا مشاشا  
دیکھے اور دونوں عالم کو اس طرح ہاتھ میں لائے جیسے مشت خاک بھر لی جاتی ہے  
اور ٹپھنے لکھنے اور تین انگلیوں کے پوروں میں قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

## نقاطہ کُن کا انکشاف

جاننا چاہئے کہ علم و حکمت، ذکر و فکر، مراقبہ و مکاشفہ، قرب خدادندی کی

کی تماالت، معرفت توحید، وحدانیت (یکتائی) ماہیت، الہیت، فنا،  
بقا اور سکل و جزو الہی مخلوقات صرف ایک بات میں ہے۔

علم ابتداء و انتها دریک سخن

علم یک حرف است یا نقطہ زگن

ترجمہ: علم کا آغاز و منتہی ایک جملہ میں ہے۔ علم ایک حرف ہے یا  
گن کا ایک نقطہ ہے۔

سخن فقرہ اذ کنه کن فیض و فضل

درمیاش یک سخن ابد و ازل

ترجمہ: کلام فقرگن کی کنه سے فیض و فضل حاصل کرتا ہے اور اس کے  
ماہین ازل اور ہمیشہ کی ایک ہی بات ہوتی ہے۔

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجَدُهُ الْكَرِيمُ نَفَى أَنْتَ لِرَبِّكَ تَابَ قَرآن مجید فرقان  
مجید میں ارشاد فرمایا:-

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ  
تحقیق اس کا امر یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اُسے  
کہتا ہے ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

حضور سید عالم نور مجسم رحمۃ للعالمین شفیع المذهبین علیہ افضل الصلاۃ والتمییم  
کا ارشاد گرامی ہے:-

لِسَانُ الْفَقَرَاءِ سَلِيفُ الرَّحْمَنِ  
فقراء کی زبان رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی تلویار ہے۔

جو شخص قرآن و حدیث کے مطابق عمل نہیں کرتا۔ وہ ایلیس اور مخالف ہے۔  
الْأُلُونَ كَمَا كَانَ۔

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کا ارشاد ہے :-

**مُكْلِّ إِنَّا إِيَّكَ تَرَوْ شَحْ بِمَا فِيهِ**

ترجمہ:- ہر ایک برتق سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

اللَّهُ ربُّ الْعِزَّةِ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

**يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَمَا يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ.**

ترجمہ:- اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جس کا ارادہ کرتا ہے اُسی کا حکم فرماتا ہے۔

## حقیقت کن کا منکشف ہونا

یاد رہے کہ کُنْ ایک بات تھی جو دنیا میں منور ہوئی۔ جو دو حروف پر مشتمل ہے یعنی کَ اور قَ - پہلے حرف کی بات سے اس حدیث مبارکہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهِ، فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ رجس نے اپنے رب کو پہچان یا اُس کی لسان (زبان) طویل ہو گئی (کی زبان سے کلام کے مطالعہ میں رہتا ہے اور دوسرے کی بات سے فرم یعنی راز خداوندی سے شناسائی۔

## حقیقت کلام

جاننا چاہیئے کہ عارف اور حقیقی کی نیت والے راسخ و صادق قلب والے باطن کی صفائی والے فقیر حضرت سید الصحابہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مانند اپنی لب مبارک بند کیے ہوئے باری تعالیٰ سے ہم کلام ہوتے میں اور ان کے لیے کلام خداوندی الہام و دحی کی مانند القلب ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهُ

ترجمہ: جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گنگ ہو گئی۔

## حقیقت استقامت

جاننا چاہئے کہ علوم ظاہریہ کو تکمیل کے درجہ تک پہنچانے کے لیے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کی محنت اور در دریسر اور زندگی و مباحثہ میں تیس برس تک مشغول رہنا پڑتا ہے۔ لیکن علوم باطنیہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے فیض کی فضیلت اور معرفت فقریعنی فقر کی پہچان حضوری کا حصول، حاضرات اسم اللہ ذات کی توجہ اور مرشد کامل کی توجہ سے ایک شب و روز یعنی رات دن یا ایک ساعت یا ایک دم یا ایک لمحہ میں ہو جاتی ہے اور وصال حاصل ہوتا ہے۔ پس علم معرفت، فقر اور کل و جزو کے مراتب، مجلس انبیاء رکرام اور اویسائے عظام کی روحانی موقکل کی دعوت کے تصرف سے تمام کو قید میں لانا آسان کام ہے لیکن حوصلہ بلند رکھنا، دائمی طور پر توحید میں غرق رہنا اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دیدار پر آنوار سے مشرف ہونا نہایت مشکل و دشوار ہے۔

حضور سید عالم بنی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ارشاد فرمایا:-

الْإِسْتَقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ وَالْمُقَامَاتِ  
استقامت، کرامت اور مقامات سے فوقیت رکھتی ہے۔

قلم بہر از قلم کردن لاسوی  
تامساز نفس را قوت ہوا

ترجمہ: قلم اس لیے ہے کہ قلم سے لاسوئی کا سر جد اکر دیا جائے تاکہ نفس کو حرص و ہوا اور طاقت نہ رہے۔

غُرِق وحدت راز بیند ہر مدام  
انتہائے معرفت باشد تمام  
ترجمہ: وحدت میں ڈوبا ہر شخص ہمہ وقت رازوں کا مشاہدہ کرتا رہتا ہے اور کما حقہ اسے تمام معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔  
 قادری را قربِ حق باشد عطا  
شد مشرف روح باشرف لقا  
ترجمہ: قادری کو قربِ خداوندی عطا ہوتا ہے۔ اس کی رُوح رب تعالیٰ کے دیدار کے شرف سے مشرف ہوتی ہے۔

ہر طریقہ خاک پالیش شد غدم  
یافت منصب ولایت ہر کدام  
ترجمہ: دیگر ب طریقوں والے قادری کے پاؤں کی مٹی اور غلام بن کر مرتبہ ولایت اور دوسرے روحانی کمالات حاصل کرتے ہیں۔

شاہ عبد القادر است راہبر خدا  
سید آل ولی ولایت مرتفعی  
ترجمہ: شاہ عبد القادر جادہ حق کی رہنمائی کرنے والے اور سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور سلطان الانبیاء اور علی المرتضی شیر خدا کے آنکھوں کے نور ہیں۔

حسن و حسین نورِ چشم مصطفیٰ  
یوم الحشر شد شاہ میراں پیشوَا

ترجمہ، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے نور میں اور برہوز قیامت شاہ میراں ہمارے پیشو اہوں گے۔

پاہو شد مریدش لا یریدش لا یرید  
ہر مریدش قادری چوں بازیڈ  
ترجمہ، باہو ان کا مرید ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ نہ وہ کسی کا مرید ہے  
اور نہ مرید ہو گا کیونکہ ہر قادری مرید حضرت بازیڈ بسطامی کی  
مانند عارف باللہ ہے۔

مریدی اور طالبی ولایت باہدایت کا مقام و مرتبہ ہے۔ ارشادِ ربانی ہے،

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْحُدَى

نہ کہ نام کا سُن لینا یا اس کا کہہ دینا مریدی اور طالبی ہے۔

### مرید اور طالب میں معنوی امتیاز

جاننا چاہئے کہ مرید مردان خدا میں سے مرد ہوتا ہے اور طالب طالبِ اللہ ہوتا ہے اور دائمی طور پر حضوری کو طلب کرتا ہے۔ طالبِ اللہ کے مراتب یہ ہیں کہ تخفیق سے اس اطاعت سے مرشد کی تحقیق کر لے۔ جو اس کے مقدار میں ہے اور اس کی معرفت حاصل کرے۔ ایسا کہ جیسا باب اپنے بیٹے کو تحقیق کرتا ہے اور پہنچانا ہے۔ اس نوع کے لقین کو کھل کا مل کھا جاتا ہے۔ پس اگر طالب اذلی کے وجود میں فیضِ فضلی ہے تو حکمتِ معرفت کی طلب کا شوق اسے اس طرح جلانے گا جیسے خشک لکڑی کو آگ جلاتی ہے۔ طالب کو قرار و آرام،

خورش و خواب باقی نہ رہے گی بلکہ مخلوق سے خالف ہو گا اور دُور بھاگے گا عبرت کی حیرت اس کے لیے موت سے بھی زیادہ ہو گی۔ طالب کو نورِ جمیعت کی طلب اس وقت تک دامن گیر نہیں ہوتی جب تک کہ ایسے مرشد کامل اہل حضورِ جمیعت بخش کی مجلس ملاقات نہ ہو جائے۔

مرشد کامل، طالب کو دھشت سے خلاصی دے کر نورِ الغرق فنا فی اللذات اور نورِ حضور کے تصور کی طلب میں غرق کرتا ہے۔ اور طالب طلب نور سے حضورِ با جمیعت کو پہنچ جاتا ہے اور سوزش سے نجات پا جاتا ہے۔

## طالبِ عُقْبَی کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ طالب کے تمام مطالب موت میں حاصل ہو جاتے ہیں اور انہیاً کرام اور اولیناً عظام کی مجلس کی محبت کے مشاہدات کی معرفت موت میں ہے۔ اور غرق فی اللذات کی ملاقات، دیدارِ مولیٰ اور قربِ حضوری کی معراج بھی موت میں ہے۔ جب تک طالب:

**مُؤْتُوا قَبْلَ آنْ تَهْمُوْتُوا**

مرنے سے پہلے مر جاؤ

کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر لیتا وہ راز سے واقف نہیں ہوتا۔ جو طالب بغیر جماعت کے اور دنیا کا طالب ہے وہ دائمی طور پر ذلیل و خوار ہے۔ طالبِ عُقْبَی جو حور و قصور کا طالب ہوتا ہے ہزار میں سے ایک ایسا طالب ہوتا ہے جو مرشد دلدار، لا نیق حضور پروردگار کے موافق ہوتا ہے۔ جو طالب معرفتِ مولیٰ اور وصالِ کا طالب ہوتا ہے اس کے تصرف میں تمام سونا چاندی کر دنیا چاہیئے۔

طالب کہ در طلب قرب حضوری رحمٰن  
سر فدا گُن تصرف جان و مال

ترجمہ، جو طالبِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی حضوری اور قرب کی طلب میں ہے اپنا جان و مال اور سب کچھ اس پر فربان کر دے۔

وہ لوگ طالب کہلانے کے مستحق نہیں ہیں جو اپنی رضا کے خواہا ہیں، خود پسند ہیں، نفسانی خواہشات ان کے جاسوس ہیں اور ابیس ان کے مرشد پر غالب ہے، ایسے بے ادب، بے چاکس طرح طالب ہو سکتے ہیں جو حیوانات کی طرح ہیں۔ ارشاد گرامی ہے:-

**أَنَّ طَالِبَ عِنْدَ الْمُهْدِشِدِ كَالْمَيْتِ بَيْنَ يَدِيِ الْغَاسِلِ**  
طالب مرشد کے پاس ایسا ہے جیسا کہ غاسل کے ہاتھ میں مردہ ہے۔

طالبان بے طلب حق دُور گُن  
چشم و دل در فُور کن باہر سخن  
راہِ حق (صراطِ مستقیم) کے غیر مخلص طالبین سے اپنا دامن بچا اور  
انہیں خود سے دُور کر کے اپنے ہر کلام کے ساتھ اپنی آنکھ اور  
دل کو نور میں غرق کر دے۔

طالب عاشق بود جان و سرفدا  
ایں طریقہ طالبان طالب خدا

ترجمہ، سچا طالب عاشق ہوتا ہے اور دل و جان کو فدا کر دیتا ہے  
اللہ تعالیٰ کے حقیقی طالبین کا یہی طریقہ ہے۔

دریافت معرفت کا راز

جاننا چاہیئے کہ طریقہ قادریت میں طالب اللہ تعالیٰ کی طلب میں ہیں

انھیں حضور ہی معرفت نہ ہی نصیب ہو، خواہ طالب بے نصیب ہی ہو۔ کچھر بھی اسے اس طریقہ میں آنا چاہیئے کیونکہ قادری طریقہ معرفت ناگھرا سمندر ہے۔ جو اس طریقے میں داخل ہوتا ہے اور دریاۓ معرفت میں غولہ لگاتا ہے وہ عارف باللہ ہو جاتا ہے۔ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقے میں چلا جائے تو خواہ بالنصیب ہی ہو وہ بھی بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے اس لیے کہ قادری کو قادری سے فتح حاصل ہے۔ قادری کے لیے دوسروں کی طرف رجوع کرنا گناہ بلکہ گراہی ہی گراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

قادری صاحبِ قرب عارف خدا

قادری دائم معاشر مصطفیٰ

ترجمہ: قادری صاحبِ قرب اور عارف باللہ ہوتا ہے اور دائمی طور پر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری میں حاضر رہتا ہے۔

طالب شد قادری بر شیر نر

روئے رو بہ رانہ بلند بازنظر

ترجمہ: قادری طالب شیر نر پر سواری کرتا ہے۔ وہ لومڑی کے چہرہ کی جانب نظر آٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

مرشد کی یاد آوری

جاننا چاہیئے کہ دینی اور دنیادی امور اور ہر مشکل کے لیے جو طالب کو پیش آئے۔ چاہیئے کہ اُس وقت استھانت کے لیے پیر مرشد کو یاد کرے۔ اگر پیر عامل و کامل ہے تو معلوم کر کے توجہ سے اس مشکل کو

رفع کر دے گا۔ اس قسم کی توجہ باتوفیق اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے تحقیق ہزاروں شکردوں کی نسبت مرشد فقیر کی زندگی اور موت میں بمحاذ رفیق اور نگہبان ہونے کے بہتر ہے جس توجہ میں یہ صفت نہ پائی جائے وہ توجہ خام ہے اور خام توجہ اعتماد کے قابل نہیں ہے۔

## توجہ حقیقی کا انکشاف

جاننا چاہئے کہ حقیقی توجہ اسکم اللہ ذات کے تصور سے ہے اور نظر بھی اسی اللہ ذات کے تصور سے ہے۔ اس قسم کی توجہ نظر، تصرف اور لازوال تفکر قرب اللہ وصال کے مراتب سے ہے۔ پس کامل جس طرف نظر کرتا ہے اُسی جانب اللہ تعالیٰ کی قدرت عین توجہ ہو جاتی ہے۔ خواہ کسی پر غضب کرے اور خواہ لطف و احسان کرے۔ جس کامل کو کلید توجہ یاد ہے اُسے کسی کے لیے دعوت پڑھنے اور لمب ہلانے کی کیا حاجت ہے۔

توحیث باتفاق ہر جائے حضور

توحیث سد سکندر راہ گز در

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی توفیق سے باطنی توجہ ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اور ایسی توجہ کی راہ میں سد سکندری بھی حائل نہیں ہو سکتی۔

## شہزاد کوہ قاف

جاننا چاہئے کہ قادری طالب مرید کوہ قاف کے غفار شہزاد کی طرح بلند پرواز ہوتا ہے اور حیل اور گدھ کی طرح مکھیوں پر نہیں گرتا۔

طالب حق را ندیدم در عصر

طالباں راشد مطالب سیم وزد

ترجمہ: میں نے ساری عمر مغلص طالب حق کو نہیں دیکھا۔ زیادہ تر طالبین کا مقصد صرف سونا چاندی کا حاصل کرنا ہے۔

گر بسیا بم طابے طلبش حضور  
غُرِّق گردانم بوحدت ذات نور

ترجمہ: اگر مجھ کو کوئی مغلص اور سچا طالب ملے تو میں اُسے ذات نور کے وحدت کے دریا میں غرق کر دوں۔

از پرائے طبابا من راہبر  
انتہایش می رسانم بانظر

ترجمہ: میں طالبین صادق کے لیے راہبر ہوں۔ میں انہیں ایک بگاہ سے منتہی تک رسائی کر دیتا ہوں۔

ایں مراتب قادری را ابتداء  
می رساند مصطفیٰ وحدت لقاء  
ترجمہ: قادری مرشد کے ابتدائی مراتب یہ ہیں کہ قادری مرشد آن و احد میں حضور نبی غیب دا ان علیہ الصلوٰۃ والسلام اور وحدت الہی اور لقاء پر رسائی حاصل کر دیتا ہے۔

باہو ہر کہ منکر از لقا شاہنشاہ  
آل گله گو کاذب منافق رو سیاہ

ترجمہ: اے باہو! جو بُلصیب لقاء فداوندی اور دید ار الہی کا منکر ہے وہ گله کرنے والا کذاب رو سیاہ اور منافق ہے۔

## اکتا لیں جوہر کا انکشاف

یاد رہے کہ قادری کامل مرشد ہے ہے کہ معرفت کے اکتا لیں جوہر جن کو

اَذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ كَمَا جَاءَتْ اِسَانَ کے کان کے وجود سے  
تمام خزانِ الہیۃِ محنت و مشقت کے بغیر یکبارہ گی اسم اللہ ذات کے تصور سے  
ایک ساعت میں طالبِ اللہ کے وجود میں کھولے اور دکھلادے اور جمیعت  
عطای کرے اور کاملیت عنایت کرے۔ اگر ان مراتب پر بعدینہ عین عرفان الحق  
عفو، فضل، فیض، فیاض پہنچاتے تو پھر وجود طالب میں افسوس باقی نہیں رہتا۔  
وہ اکتسالیں جوہر مندرجہ ذیل میں ہیں۔

پہلا جوہر، علم کا جوہر ہے۔

دوسرा جوہر، حلم کا جوہر ہے۔

تیسرا جوہر، حکمت کا جوہر ہے۔

چوتھا جوہر، جمیعت کا جوہر ہے۔

پانچواں جوہر، چابی کا جوہر ہے۔

چھٹا جوہر، توحید کا جوہر ہے۔

ساتواں جوہر، تجربہ پید کا جوہر ہے۔

آٹھواں جوہر، تفریید کا جوہر ہے۔

نواں جوہر، توفیق کا جوہر ہے۔

تسویں جوہر، تحقیق کا جوہر ہے۔

گیارہواں جوہر، معرفت کا جوہر ہے۔

ہارہواں جوہر، قرب کا جوہر ہے۔

تیزہواں جوہر، حضوری کا جوہر ہے۔

چودھواں جوہر، تجلیات ذاتِ نور کا جوہر ہے۔

پندرہواں جوہر، علم کیمیا اکسیر کا جوہر ہے۔

سو لہوال جوہر : دعوت تکشیر کا جوہر.

ستارھوال جوہر : روشن ضمیر کا جوہر.

امھارھوال جوہر : تفسیر باتاشیر کا جوہر.

انیسوال جوہر : برفنس امیر کا جوہر.

بیسوال جوہر : قلب سلیم کا جوہر.

اکیسوال جوہر : رضا بالحق سلیم کا جوہر.

پائیکیسوال جوہر : صراط مستقیم کا جوہر.

تیکیسوال جوہر : تصور کا جوہر.

چوبیسوال جوہر : تصریف کا جوہر.

پچھیسوال جوہر : ذکر کا جوہر.

چھپیسوال جوہر : فکر کا جوہر.

ستھائیسوال جوہر : فنا کا جوہر.

امھائیسوال جوہر : بقا کا جوہر.

اثتیسوال جوہر : احوال کا جوہر.

تیسوال جوہر : حال کا جوہر.

اکتیسوال جوہر : وصال کا جوہر.

بتیسوال جوہر : جمال کا جوہر.

تینتیسوال جوہر : جلال کا جوہر.

چونتیسوال جوہر : وہم کا جوہر.

پیشنتیسوال جوہر : دلیل کا جوہر.

چھتیسوال جوہر : الہام کا جوہر.

ڈھرستیلوی روڈ  
کھرگشہر  
053-3526063  
0300-9626100



سینیسوال جو ہر، خیال کا جو ہر،  
 اڑتیسوال جو ہر، توحیہ کا جو ہر،  
 انسیسوال جو ہر، یحییٰ یعنی زندگی کا جو ہر،  
 چالیسوال جو ہر، یمیت کا جو ہر،  
 اکتسالیسوال جو ہر، الشیخ یحییٰ و یمیت یعنی یحییٰ القلب و یمیت النفس  
 کا جو ہر،

یہ حاضرات ناظرات نگاہ آگاہ جو یکبارگی قربِ خداوندی کی معرفت کو پہنچا  
 دیتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ وہ طالب، مرید اور مرشد پر جو پہلے اس راستے سے  
 داقف ہے اس سے کوئی شے مخفی نہیں رہتی۔

## نگاہ قادریت کے اثرات

جاننا چاہیئے کہ قادری جو ہو کا علم رکھتا ہے، اسے اتنی طاقت حاصل  
 ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا اور صاحبِ نظر ہوتا ہے۔ قادری کو سلک  
 سلوک کی حاجت نہیں کیونکہ قادری تصرفِ تصویر کو طے کیے ہوئے ہے۔  
 رب تعالیٰ کے رازوں کا جاننے والا اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلدہ الحرام  
 بسم، و تعالیٰ کے نور کی قدرت میں کامل ہوتا ہے۔

قادری خود کو مرتبہ محتاج میں رکھتا ہے لیکن مرید کو مقام و منصب  
 لا محتاج عطا کرتا ہے۔

کامل قادری خود محنت و ریاضت کرتا ہے اور اپنے مرید کو خزانہ عطا کرتا  
 ہے۔ اس نور کی لذت و ذائقہ دیدارِ جنت سے زیادہ ہوتا ہے۔

## قلب قادریت کی کیفیت

یاد رہے کہ قادری رسم در داج کی ابتدا ہی ایک ایسا عمل ہے جس سے دنیا کا تمام خزانہ اور ملک سیدمانی لیتا ہے اور قبضے میں لاتا ہے جس کا تماشا دیکھ کر قادری کا دل سرد ہو جاتا ہے اور بھرا سے خود سے الگ کر دیتا ہے اور سراسر فراموش کر جاتا ہے۔ اسی لیے قادری کا قلب غنی ہوتا ہے اور حضور سید العالمین شفیع المذنبین انیس الغزیبین احمد مجتبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔

## مشاهدات کا حصول

جاننا چاہیئے کہ یہ مراتب اسم اللہ ذات کے تصور، قرب حضوری، انبیا ہے کہ ام علیم السلام، اویا ہے کہ ام کی روحانی دعوت کے دائمی عمل اہل قبور اور اہل حضور کے مسخر کرنے یا ان اہل قبور کے مسخر کرنے سے جو سر سے پاؤں تک اللہ تعالیٰ کی ذات میں پیٹھے ہوئے حاصل ہوتے ہیں۔ یہ دل دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی مدنظر رہتا ہے اور قلب اہل وصول کے مشاهدات میں رہتا ہے۔ قلب (دل) اپر ہزار بار اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کی تجلیات ہوتی ہیں۔ یہ مراتب زندہ دل آدمی کے یہیں جو باطن بیدار رکھتا ہو اور بظاہر شریعت مطہرہ میں ہو شیار ہو۔

حضور سید العالمین سلطان الانبیاء احمد مجتبی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناۃ والثناۃ نے ارشاد فرمایا:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَلَا يَنْظُرُ إِلَى أَعْمَالِكُمْ  
وَلَكُنْ يَنْظُرُ فِي قُلُوبِكُمْ وَنِيَّاتِكُمْ.

بیشک ائمہ تعالیٰ تھماری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ  
وہ تھمارے قلوب اور نیات کو دیکھتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے :-

نِيَّتُهُ الْمُؤْمِنِ حَيْرُهُ مِنْ عَمَلِهِ  
مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔

## مالک الملکی کون؟

جاننا چاہیئے کہ جو فقیر عارف باللہ صاحب عیاں ناظر ہے، تو فیق  
وقدرت کا حامل ہے۔ اس کے قبضے میں اسم اللہ ذات کے حاضرات  
کی برکت سے مشرق سے مغرب تک تمام روزے زمین کا ہر ایک پاک  
اور ہر ایک ولایت ہوتا ہے۔ ایسا فقیر مالک الملکی ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص  
اگر چاہے تو ایک مغلس گد اگر کوساتوں ولایت کا بادشاہ بنادے اور  
اگر چاہے تو ساتوں ولایت کے شہنشاہوں کو معزول کر کے گد اگر اور  
مغلس بنادے۔

## بادشاہی عطا کرنا

واضح رہے کہ یہ خدمات ولی اللہ یعنی اللہ کے دوست جو اللہ والے ہیں  
اُن کے سپرد ہیں۔ جس کی نظر میں دو عالم کے احوال ہزاروں کی مانند تلے ہوئے  
ہیں۔ پس ظل اللہ یعنی اللہ کا سایہ۔ بادشاہ کے لیے ضروری ہے کہ محنت کے لیے

کسی کامل فقیر جو اللہ تعالیٰ کو پہچاننا ہو اُسے اپنا رفیق بنائے کیونکہ دعوت کا عالم پڑھنا بہت بڑا خزانہ اور لشکر خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ دینی و دنیوی مہماں کے لیے کامل فقیر کا ایک بار نظر کرنا ہی کافی ہے۔ جب تک کوئی عالم باللہ ولی اللہ ظاہر و باطن میں مکمل توجہ نہ کرے وہ مہماں کبھی بھی سراجِ حرام نہیں ہوتیں۔ بادشاہ کو بادشاہی بھی فقراء ہی خیرات کرتے ہیں۔

## باطن کی حاضری

جاننا چاہیئے کہ جو فقیر فنا فی اللہ اور دائمی طور پر اللہ تعالیٰ میں غرق ہے گو وہ بظاہر عام لوگوں سے کلام کرتا ہے لیکن وہ باطن میں اللہ تعالیٰ کی جانب حاضر رہتا ہے اور معرفت میں مصروف رہتا ہے۔

چشم می باید شناسد فقر را  
ہر ملک غالب شود امر ان خدا  
ترجمہ: کامل فقیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہر ملک پر غالب ہوتا ہے۔ مگر فقیر کو پہچاننے والی آنکھ ہونی چاہیئے۔

## حق و باطل میں تمیز کرنا

اب عالم العالم کی تشریح کا علم ضروری ہے کیونکہ اُس سے حق و باطل کی تمیز ہو جاتی ہے اس لیے دیکھنا چاہیئے کہ حق و باطل میں کیا تمیز ہے۔ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

یاد رہے کہ معرفت، فقر، جماعت، قرب، مشاہدہ، انور ذات، تجییات حضور ہی، الہام کلام اللہ اور فنا فی اللہ کا حصول حق کہلاتا ہے۔ جو

الْمَدْرَبُ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ كَيْ طَرْفٍ سَيْ بِرْ حَقٌّ هُوَ.

الْمَدْرَبُ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ كَا إِشَادَةٍ كَرَامِيٍّ هُوَ..

قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَنَرَاهُ قَدِيلًا صَلُّ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهْوًا

فرادِی بھئے حق آگیا اور باطل چلا گیا تحقیق باطل جانے ہی والا تھا۔

دنیا کا حصول، دنیا سے محبت کرنا۔ حرص، طمع اور کبر وغیرہ تمام ناشائستہ ہیں۔ انھیں سے باطل کی تخلیق ہوتی ہے۔ جو عالم معرفت کا علم نہیں رکھتا وہ بیوقوف ہے۔ جو لوگ مطالعہ میں تمام عمر گذار دیتے ہیں وہ بیوقوف ہیں علم تو بوقت نزع ملک الموت کو دیکھ کر بس کچھ بھول جاتا ہے یہاں تک کہ ایک حرف بھی یاد نہیں رہتا۔ پھر تمھیں یہ بھی پتہ ہے کہ ابلیس عالم ہے جاہل تو نہیں ہے۔ اور ابلیس بوقت نزع تیرا ایمان چھیننے کے لیے مقابلہ کرتا ہے تو اس وقت عقبی کی سلامتی کے لیے علم عین ہی استعانت کرتا ہے۔ جو اسم اللہ ذات کے تصویر سے وجود میں تخلیق ہوتا ہے۔ نور کا ذکر نار سے بھی زیادہ شدید ہے جو ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ اور جو ابلیس کو جلاتا ہے اور جس سے ابلیس بھاگ جاتا ہے۔ یہ بھی کلمہ طیسہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اور مرشد کامل سے عطا ہوتا ہے۔

## اسکم ذات بارہی تعالیٰ کی برکت

اے عالم! تجوہ کو قبر میں نکیریں کتابوں کے مطالعہ کے بارے میں کچھ نہیں دریافت کریں گے۔ وہاں تو اسم اللہ، اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کے بارے میں دریافت کیا جائیگا۔

آخر پہ خوانی از اسم اللہ بخواں

اسم اللہ باقر ماند جاوہاں

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام پاک دائمی طور پر تیرے سہراہ رہے گا  
 جو کچھ تو پڑھنا چاہتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام مبارک سے پڑھ۔

علم حق تحصیل کُن اللہ اللہ  
 پاک گردد و جسہ از هر گناہ

ترجمہ: اللہ اللہ علم حقيقة حاصل کر اس سے جسہ ہر معصیت سے پاک  
 ہو جاتا ہے۔

نیک بختی می شود بر تو گواہ  
 ہم صحبتی دائم شوی با مصطفیٰ

ترجمہ: تم ہمہ وقت حضور یہد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ الجمیع  
 کی مجلس پاک میں حاضر ہو گے اور نیک بختی تم پر شاہد ہو جائیں گے۔

علم حق تحصیل کُن از معرفت  
 مردہ دل زندہ کند عارف صفت

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت سے علم حقيقة حاصل کر۔ حقیقی  
 عارف مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے۔

لِمَ مَعَ اللَّهِ عَلَمْ رَا تحصیل کُن  
 محرومیت حق شوی در باز کُن

ترجمہ: علم لئی مَعَ اللَّهِ حاصل کر تاکہ تو کُن کے بھیہ سے عالم ہو جائے۔

علم حق تحصیل کُن قربش حضور  
 غرق فی التوحید در ذات نُر

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کے قرب و حضور کے لیے علم حقيقة حاصل کر کے  
 ذات نُر اور توحید میں مستغرق ہو جا۔

## عارف کی علمی حیثیت

جاننا چاہئے کہ عارف با اللہ اگرچہ علم ظاہر کا عالم نہیں ہوتا اور نہ ہی عالم ظاہر پڑھتا ہے۔ لیکن اسم اللہ ذات کی برکت سے علم ظاہریہ و علم باطنیہ میں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ کیونکہ پہلے ہی دن سے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم سے روشناس کیا ہے اور دست مصطفیٰ علیہ التیجۃ والثناء سے تلقین اور بیعت کی ہے۔ پس کوئی عارف با اللہ، اویار اللہ جاہل نہیں ہوتا۔ اگرچہ انہیں عالم ظاہریہ نہیں ہوتا لیکن علم باطنیہ میں کامل و مکمل ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان سے کوئی علم ظاہریہ کا عالم ہوتا تو وہ غالب الاویا ہے۔ چنانچہ مَا تَخَذَ اللَّهُ وَلِيًّا جَاهِلًا وَار ہے۔ جیسا کہ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ سے واسع ہے لیکن اسم اللہ ذات کے تصور سے ہزاروں علوم کا اکٹھاف ہوتا ہے۔ جس کی قوت سے یکبارگی علماء کے سینے سے علم کو اس طرح مٹا دیتا ہے کہ گویا وہ حروف سے واقف ہی نہیں ہیں کیونکہ اویار اللہ فقیر ولی اللہ کو علم سینہ سے سینہ، نظر سے نظر، توحید سے توحید، توجہ اور علم عین العیان حاصل ہوتا ہے۔ فقیر اویار اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے دوست اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہوتے ہیں۔ نفس پر غالب اور شیطان کے مخالف ہوتے ہیں۔

اللَّهُرَبُ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ نَعْلَمُ

وَعَلَمَنَا هُنْ لَدُنَّا عِلْمًا  
اور آدم کو ان سب کے اسماء سمجھائے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

عَلَمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔  
پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِيْ

اور اس میں میں نے اپنی روح داخل کی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنِّيْ جَاعِلٌ فِيْ الْأَوَّلِينَ خَلِيفَةً

تحقیق میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْتَنَا بَنِيْ آدَمَ

اور بیشک ہم نے ابن آدم کو عزت دی۔

## ۷

علم از بہر معرفت وحدت لقا

باز دارد علم باطن سر ہوا

ترجمہ: اشد تبارک و تعالیٰ کی معرفت کا علم وحدت والقاء کے لیے ہے  
اور یہ علم باطل اور خواہشات سے باز رکھتا ہے۔

علم حق نور است بخشند ذات نور

از علم عارف شود وحدت حضور

ترجمہ: علم حقیقی ذات نور کا عطا کیا ہوا ہے۔ علم سے آدمی وحدت و  
حضوری کے اسرار کا واقف بن جاتا ہے۔

# ذکر کی تشریح

اَنَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ جَلَّ جَمْدَهُ الْكَرَّمُ نَعَمْ نَعَمْ لَمْ يَكُنْ لَّهُ مِثْقَالٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ  
جَمِيعَ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنَّاتِ وَمَا يَمْتَحِنُ بِهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَإِنَّمَا يَعْلَمُ مِنْ أَعْمَالِهِ مَا  
يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا يَشَاءُ وَمَا يَخْلُقُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ أَزْمِنَةٍ وَمَا يَرَى  
جَمِيعَ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنَّاتِ وَمَا يَمْتَحِنُ بِهِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ فَإِنَّمَا يَعْلَمُ مِنْ أَعْمَالِهِ مَا  
يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا يَشَاءُ وَمَا يَخْلُقُ إِلَّا مِنْ قَبْلِ أَزْمِنَةٍ وَمَا يَرَى

فَسُئُلُوا أَهْلَ الْبَيْنَانِ كُلُّ أُنْكُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ  
او ر اگر تم علم نہیں رکھتے تو اہل ذکر سے دریافت کرو.  
جیسا کہ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهَبُنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرُ الْكُوْنَى لِلَّهِ لَا كُرْبَانَ  
تحقیق حسنات سیئات کو زائل کر دیتی ہیں۔ یہ ذکرین کا ذکر ہے۔  
اور پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

أَدْعُوكُمْ تَضَرُّ عَاجِلًا وَخِيفَةً  
پروردگار کو گڑگڑا کر اور خوف کرتے ہوئے یاد کرو۔

## چودہ لطائف کا انکشاف

جاننا چاہئے کہ اسم اشد ذات کے خفیہ تصور سے وجود میں غیر مخلوق نور کے

لطائف تخلیق ہوتے ہیں۔ خفیہ ذاکر دانی طور پر معرفتِ توحید باری تعالیٰ مع اللہ با قربِ حضور اور مجلسِ انبیاء کرام علیهم السلام اور اولیائے کرام کا سہم مجلس اور ہم سخن ہوتا ہے۔ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ ہی مد نظر اور منظور ہوتا ہے۔ خفیہ ذکر میں تمام نیکیاں جمع ہیں۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الحکیم ہے :-

**إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْكَرُونَ السَّيِّئَاتِ**

بیشک حنات سیمات کو بھگا دیتی ہیں۔

حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذهبین انس الغزیبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کا ارشاد گرامی ہے :-

**إِنَّ الصَّلَاةَ يُذْكَرُونَ السَّيِّئَاتِ وَالسَّخَاوَةَ يُذْكَرُونَ**

**السَّيِّئَاتِ - لَوْلَا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ يُذْكَرُونَ السَّيِّئَاتِ**

تحقیق نماز، سخاوت اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے

براہیاں دُور ہو جاتی ہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

**ذِكْرُ اللَّهِ فَرَضٌ قَبْلَ كُلِّ فَرَضٍ لَوْلَا اللَّهُ إِلَّا اللَّهُ هُوَ الْمُحَمَّدُ**  
**رَسُولُ اللَّهِ.**

تمام فرائض سے پہلا فرض ذکر الہی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

## کلمہ گوئی کے طریقے

جاننا چاہیئے کہ عام لوگوں کے کلمہ پڑھنے کا طریقہ اور ہے اور قربِ اللہ والے کا کلمہ پڑھنا اور ہے ہے

ذکر حق نور است ببرد با حضور  
ذاکر ایسا فیض فضلش جاں غفور  
ترز حمدہ ذکر حق ایسا نور ہے جو ذاکرین کو اپنے فیض و فضل سے جاں بخشی  
خطا کر کے قرب و حضوری میں لے جاتا ہے۔

### موت سے پہلے موت

اس قسم کے ذاکر خاص ہی میں وہی ہوتے ہیں جو توحید سے واقف  
ہیں جو شخص کلامہ طیبہ کی نعمتی کی کہنا سے پڑھتا ہے اور لا الہ کہتا ہے وہ بخود  
ہو جاتا ہے اور

**مُؤْتُوا قَبْلَ آنِ تَهْمُوتُوا**

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور جب اثبات إِلَّا اللَّهُ کہتا ہے تو روح کو لقا  
حاصل ہوتا ہے۔ اور خدا سے الہام و جواب باصواب ہوتا ہے اور بقابا اللہ  
میں غرق ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل جلالہ الحکیم ہے:-

**وَإِذْ كُرِّدَ بَكَ إِذَا نَسِيْدُتَ**

اور اپنے رب کو اُس وقت یاد کر جب کہ تو غیر کو بھول جائے۔

اور جب محمد رسول اللہ کہتا ہے تو صاحب حضوری ہی ہو جاتا ہے۔ اس قسم  
کا کلامہ پڑھنا اہل تصدیق کو حاصل ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے:-

**غَمِّضْ عَيْنَيْكَ يَا عَالَىٰ وَاسْمَعْ فِي قَلْبَكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**

حُمَّادُ رَسُولُ اللَّهِ

اے علی اپنی اسکھیں بند کر لے اور دل کے کان سے سُن کہ اللہ کے سوا کوئی  
معبد نہیں محمد اللہ کے رسول برحق ہیں۔

پھر حدیثِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں :-

قَاتِلُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حُمَّادُ رَسُولُ اللَّهِ كَثِيرٌ وَّا  
مُخْلِصُونَ قَلِيلٌ۔

کلمہ گو بحشرت ہیں لیکن مخلص بہت تلیل ہیں۔

پس یہ طریقہ نفی اثبات کی توفیق سے حاصل کرنا اسم اللہ ذات کے حاضرات  
سے قدرت قادری کامل ہے۔ جو کچھ ذکر و فکر، مشاہدہ تجلیات، گردی و  
زاری کی تپیش، اسوز، درد، ترک، وحشت اور مستی حال بہت کہنے والوں کو  
لاحق ہوتی ہے وہ ناسوت کی قبیل و قال ہے اور جو عرش سے بالاتر ہے۔ شر  
لاکھ پر دے جو عرش سے تخت الشرمی تک ہیں۔ اور چاند سے مجھلی تک کے  
تمام طبقات تقییدی ناسوت ہے اور صرف معرفت خداوندی سے ذوری  
اور بے خبری ہے۔ توحید اور لوح محفوظ کا مطالعہ بھی مقام ناسوت ہے۔

بَا ذِكْرِ مِنْ يَسِينِ تَجْلِيٍّ بَا فَكْرِ مِنْ گَرْدِيٍّ فَنَا

دُورٌ از توحید مانی خاک پر سرسر ہوا

ذکر کے ساتھ تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی نظر آئے گی اور  
تو فکر سے فنا ہو جائے گا۔ اگر تمہارے سر میں نفسانی خاماہشات  
ہیں تو توحید سے بے بہرہ اور دور رہے گا۔

جنوہیت کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ دولاکھ تینتیس ہزار تجلی ذکر کے ساتھ اور فکر کے ساتھ

ناسوت کی جدالیت سے ناسوت کے مقامِ جذب سے ہے اور تریپن کرو رکھیں  
ہزار تجھلی ذکر و فکر میں قربِ خداوندی توجید لا ہوتی میں ذات سے نور کا  
انکشاف کرتی ہے اور آمنے سامنے نظر آتا ہے۔ ناسوت کا مسخر کرنا جنومنیت  
ہے جس کے موکل فرشتے ہیں۔

مخلوق کو رجوع کرنے سے رجعت لاحق ہوتی ہے اور بہت سی آفات کا  
سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس مرشد کامل قادر ہی جو کچھ اپنے مرید کو دکھاتا ہے وہ اکم  
الله ذات کے لاہوت سے دکھاتا ہے اور ممکرات کے لامکاں سے غرق فنا فی  
الله ذات حق پر وردگار میں ہوتا ہے اور باطل بدعت سے بیزاز اور استغفار  
کرتا ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں قدم بہ  
قدم پیر وہی کرتا ہے۔

آخر پس می بینم بیا مم اسم ذات  
ایں بود لاہوت بروں شش جهات  
میں جو کچھ دیکھتا ہوں میں اسے اسم ذات میں پاتا ہوں۔ یہ سب  
کچھ شش جهات سے باہر لاہوت میں ہوتا ہے۔

اور جو ہر دلایت میں تصور تصرف ہے اسم ذات کا عرف طے کرتا ہے اس  
کے لیے دو عالم کا طے کر لینا ممحصر کے پر کی مانند ہے۔

## عارف شیخ کے مراتب

یاد رہے کہ مرشد کامل اللہ کا دوست جو کچھ دکھاتا ہے وہ اسم اللہ ذات  
کو طے کرنے سے دکھاتا ہے۔ ایسا مرشد حال کا گواہ، قرب اللہ کی معرفت  
والا اور وصال لازوال ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ تصور، تصرف، توجہ، تفکر اور

معرفتِ توحید میں کامل اور با توفیق ہوتا ہے۔ تو اس کی روحاںیت کو اگر کوئی شخص مشکل کام کے وقت استعانت کیلئے یاد کرے تو فوراً جسم کے ساتھ ظاہر و باطن میں حاضر ہو کر مدد کرتا ہے۔ اور دینی و دنیوی، ظاہری و باطنی کام منشا کے مطابق سر انجام کر کے پھر نگاہ سے غائب ہو جاتا ہے۔ پس یہی مراتب شیخ عارف کے ہیں۔

ارشادِ گرامی ہے :  
 يُقَالُ الشَّيْخُ مَنْ يَحْيِ الْعُضَالَمَ وَهِيَ رَأْمِيمٌ  
 شیخ وہ ہوتا ہے جو بوسیدہ ٹہریوں کو زندہ کرتا ہے۔  
 اس قسم کا مرشد باعیاں یعنی ظاہر ہیں ہوتا ہے۔

## حقیقتِ عارف

یاد رہے کہ عارف کو نظارہ کی کوئی حاجت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے جواب باصواب الہام کے طور پر حاصل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب سے اسے حضوری حاصل ہوتی ہے۔ پس اگر باطنی راستہ میں اس قسم کی جمیعت راز، قرب اور معرفت نہ ہوتی تو راہ گیر سب کے سب بے جمیعت اور گمراہ ہوتے۔ وہ کوئی راہ ہے جس میں دونوں عالم کا تماشا نظر آتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ وہ اسکم اللہ کا تصور ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ تصریفِ دنیوی شیطانی قرب کی وجہ سے ہوتا ہے اور تصرفِ عقبی مطلق نادانی ہے اور تصرف معرفت خدادندی دائمی جمیعت اور عرق فی التوحید ہے۔

مَرَأَنِهُ پَيْرِ طَرِيقَتِ نَصِيحتَهُ يَادِ اسْتَ  
 کَهْ غَيْرِ يَادِ خَدا هَرَچَہْ هَمْتَ بِرَبَادِ اسْتَ

یتغ اہ بہنہ

مجھے پیر طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ غیر خدا کے علاوہ  
جو کچھ ہے بر باد ہونے والا ہے۔

دولت بہ سگاں دادند و نعمت بخراں  
من امن و امانیم تماشا نگران  
دولت کتوں کو دے دی اور نعمت گدھوں کو دے دی۔ میں  
امن امان میں ہوں اور تماشا دیکھو رہا ہوں۔

## پوشیدہ خزانوں کا اٹکشاف

یاد رہے کہ وہ کوئی راہ ہے کہ نہ بان تو علم کے مریاں میں مشغول رہے اور  
دل اللہ تعالیٰ کے ذکر میں غرق اسم خداوندی کے تصور سے نفس کو فنا اور روح  
کو دامی مجلس انبیاء میں کرام، صوفیا میں عظام، مرسیین، بنی اسرائیل اور حائل  
ہوتی ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ معرفتِ توحید، جماعت، جمال، وصال  
لازوال ہوتا ہے۔ اور جو کچھ دیکھتا ہے وہ قریبِ حضور اور ذاتِ نور سے  
ہوتا ہے اور دیدار دیکھتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ظاہری و باطنی خزانے  
اس سے مخفی و پوشیدہ نہیں ہوتے۔ دینا اور دینا دالہ دل سے ہے بے نیاز  
اور لا ایکتائج ہوتا ہے۔

جسم می باشد کہ باشد حق شناس  
می شناسد الٰٰ حق در ہر بحاس  
آنکھ الیسی ہوتی چاہئے جو حق شناس ہو اور الٰٰ حق کو ہر  
بیاس میں پہنچان لے۔

غرق فی التوحید علام باشد

میری نگاہ چاندی اور سونے پر نہیں بلکہ میں تو غرق فی التوحید  
کر کے خدا سے ملا دیتا ہوں۔

پس جو کچھ اور کل دھڑکنا ہوا ہے وہ اسم اللہ ذات کے تصور کی کلید کے  
ذریعے گُن فیکون کے تالے سے بند کیا ہوا ہے۔ جو اسے کھوں لیتا ہے اسے  
دنیا و آخرت کا تصرف بغیر محنت درنج کے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور پھر  
ایسا شخص طالب اللہ کو پائیج دن میں معرفتِ خداوندی کا خزانہ بخش دیتا ہے۔

## تصویرِ اسم اللہ کا کمال

یاد رہے کہ وہ کوئی راہ ہے جو چھوٹے اور بڑے گناہ سے پاک اور  
دونوں عالم کے تصریف سے ادراک کے ساتھ ہے۔ پس جو شخص دو عالم  
میں پاک ہے اسے حساب دغیرہ کا کیا خوف اور دیگر یہ کہ قلب صرف گوشت  
کا لوٹھڑا ہی نہیں بلکہ یہ توحیدِ خداوندی کا سمندر ہے اور قلب الہی ایک  
لطیفہ ہے جو سورج کی نسبت نہایت روشن ہے۔ جس سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ  
کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔ اور اللہ ذات کے قرب اور نورِ اللہ کے حضورِ دل  
کی آنکھ کھل جاتی ہے اور انسان روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ  
کے ظاہری اور باطنی خزانے ہو ہو نظر آتے ہیں۔ یہ تمام بزرگی اسم اللہ  
کے تصور سے حاصل ہوتا ہے۔



# فضل و نظر فقیر

بے ریاضت گنج می بخشہ فقر  
 می رساند لا مکاں باکی نظر  
 فقیر بغیر ریاضت و محنت کے خزانے بخشتا ہے اور ایک ہی  
 نگاہ میں لا مکاں تک رسانی کرہا دیتا ہے۔

فقر حق نور است ذات از ذات نور  
 کل مخلوقات شد روشن ز نور  
 فقیر حقانی ذاتی نور ہے۔ اور اس ذاتی نور کے فیض سے کل  
 مخلوق منور و روشن ہوئی۔

## فقیر کی ابتداء و انتها

اے عزیز من ! فقیر ابتداء سے لے کر انتہا تک مطلوب کی طلب  
 میں ہوتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ اگر فقیر کو ولی، غوث، قطب، اوتاد یا ابدال  
 کا مرتبہ یا دنیوی یا اُخروی مرتبہ دے دیں تو اس ناسوئی کیلئے مرتبے کی جانب

نظر ہیں کرتا۔ اس کی نظر سلطان الفقر فی اللہ پر ہوتی ہے اور فقیر کی مجلس اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔

## گواہان فقیر

جاننا چاہئے کہ فقیر کے مندرجہ ذیل دو گواہ ہیں :-  
پہلاً گواہ :- مردہ نفس۔

دوسرًا گواہ :- زندہ قلب جو خواب میں بھی پیدا رہتا ہے اور دیدار حضور کی روایت سے مشرف اور باشour ہوتا ہے۔ جو شخص عرق فی التوحید ذات فور اللہ ہے وہ جانتا ہے کہ اس کی مثال ہی نہیں ہو سکتی۔

فقیر کا دوسرًا گواہ معرفت لاموت اور لامکان کے مراتب، چاند سے لے کر محفلی تک کا مراقبہ دونوں عالم کی شہنشاہی۔ قرب الہی، مشاہدہ حال و وصال لاذوال ہے۔

## اسم اللہ کی کرنہ کی تلقین کرنا

عزیز من! جانتا چاہئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کسی طالب کو حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلیم کا حضوری بنانا چاہتا ہے تو جس وقت وہ حضور نبی کریم رَوْف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلیم کے دیدار سے مشرف ہوتا ہے۔ اُسی وقت بحکم الہی مومن کل مخلوقات اور تمام زندہ اور گندرے ہوئے اولیائے کرام کی ارواح حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلیم کی مجلس میں حاضر ہوتی ہیں اور مجلس پاک لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْمَدُهُ وَسُوْلَانُ اللَّهِ کے ذکر اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے بیان سے آرائتے

ہوتی ہیں۔ فی الفور اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت سے خاص و عام کے لیے نوری خربوزے کھانے کے لیے لائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کھاتا ہے جن کے کھانے سے علم احمد و احمد نا ملتا ہی کا سبق جو مطلق علم الف ہے خود حضور سید عالم نور محمد مجتبی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء، اپنی زبان مبارک سے تعلیم فرماتے ہیں۔ اور پھر حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسم اللہ کی کنہ کی تلقین بخشتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صدق عطا کرتے ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عدل عطا فرماتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حبیا عطا فرماتے ہیں۔ اور حضرت شیرخدا علی المرتضی رضی اللہ عنہ ہاتھ پکڑ کر سلطان الفقر کے حوالے کرتے ہیں۔ اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خلق عطا فرماتے ہیں۔ پھر فقر کا یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد انبیاء نے کرام اویاٹے عظام کی ہر ایک رُوح سے مصافحہ اور ملاقات ہوتی ہے۔ پس یہی فقر کی تمایزت کا مرتبہ ہے۔ *إذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ۔ جب فقر تمام ہوا تو اللہ ہوا۔*

## اہل حجاب کون؟

یاد رہے کہ عارف با اللہ توحید مرشد کامل قادری وہ ہے جو ایک ساعت یا ایک دن میں یہ تمام مراتب اسم اللہ ذات کے حاضرات یا توجہ یا نظر یا فکر سے طالب اللہ کو عطا کرے۔ اس قسم کی توفیق و قوت طریقہ قادری میں ہے جو کوئی دوسرا دعویٰ کرے وہ کہ اب اہل حجاب ہے۔

حضور سید الرسل امام ابیل احمد مجتبی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے ارشاد فرمایا:-

آلفَقُرُ فَخْرٌ وَآلْفَقُرُ مِنْتِي  
فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

فقر کافی ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہی ہو گا، جو فقر کی انتہا ہو۔  
می بخشہ فقر را فخری خدا  
فقر دامُ با حضوری مصطفیٰ  
فقیر کو خدا تعالیٰ ایسا فخر بخشتا ہے کہ فقیر دامُ طور پر حضور نبی  
کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری میں رہتا ہے۔  
بس اشد ہی کافی ہے باقی خواہشات ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بات میرے حال پر وارد ہے۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است

آب در زیر کشتی پشتی است

پانی کا کشتی میں چلا جانا کشتی کے لیے بتا ہی کا بدب ہے۔ پانی  
کا کشتی کے زیر میں رہنا کشتی کے لیے پشتی ہے۔

## چہار مراتب کی حقیقت

جانتا چاہیئے کہ مراتب چار ہیں:-

پہلا مرتبہ :- فنا ہے۔

دوسرा مرتبہ :- فنا فی الفنا ہے۔

تمسرا مرتبہ :- بقا ہے۔

چوتھا مرتبہ :- بقا بالبقاء ہے۔

جو ان چاروں مراتب سے گزر جائے وہ سات قلعوں کے لاٹق ہوتا ہے۔

استغراق فنا فی اللہ میں فقیر کامل ہوتا ہے۔ اے بیو قوف لبیں اللہ ہی اللہ  
ہے باقی خواہشات ہے۔۔۔

باہو بار بردار دیدار راز  
ایں مراتب عارفان حق جاں پسار  
باہو اللہ تبارک و تعالیٰ کا راز اور بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ یہ  
مراتب جاں سے گذرنے والے عارفین کے لیے ہیں۔  
عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے  
قاویہ اندیشم و دلدار من  
گویم ییندیش تو حجز درد من  
میں قاویہ کی جستجو میں ہوں جبکہ میرا دلدار یہ چاہتا ہے  
کہ میں اس کے دیدار کے بجز کچھ بھی سوچوں۔  
گرچہ بود تا تو اندیشی ازاں  
حرف چہ بود خام دیوارے ازاں  
اگرچہ ہے تو تو کیوں اس کی فکر کرتا ہے حرف کیا ہے اس کی کچی  
دیواریں ہیں۔

حرف و صوت و لفظ را بہم زخم  
تاکہ بے ایں ہر سہ با تو دم زخم  
حرف آزاد اور لفظ کو میں اکٹھا ملا کر بوتا ہوں تاکہ ان تینوں کے  
بغیر میں تیرے ساتھ بات کر سکوں۔

آں ذکر کہ آں دش کردم نہماں  
با تو گویم اے تو اسرار جہاں

وہ ذکر کہ اس وقت میں چھپ کر کرتا ہوں۔ اے صاحب راز میں  
تیرے ساتھ اس وقت تک سلام کرتا ہوں۔

آں دم را کہ نگفتم با خلیل  
دار دم را کہ نداند جبریل  
ہر وقت میں اپنے دوست گفتگو نہیں کرتا اور میں اس وقت کرتا  
ہوں کہ جبریل بھی نہ جان سکے۔

آں دے کر زوے میحا دم زند  
حق نہ عزت نیز ناہی ہم نزد  
جس وقت میحا اس کی طرف سے کسی کو بھونک مارتا ہے وہ اللہ  
ہی کی طرف سے مارتا ہے نہ کہ اپنی طرف سے۔

ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی  
من نہ اثباتم منم بے ذات دی  
لغت میں اثبات و نفی کیا ہے۔ میں نہ اثبات ہوں۔ میں اس کی  
ذات کے بغیر کچھ نہیں ہوں۔

در بیکسی در ناکسی حق یافتم  
بس کے در ناکسی و بیکسی در یافتم  
میں نے بے کسی اثر ناکسی میں حق کو پایا۔ بہت سی دفعہ بیکسی اور  
ناکسی سے میں نے علم حاصل کیا۔

عارفِ رومی نے کیا خوب فرمایا ہے  
کفر گیر کامل ملت شود  
ہر چہ گیر علّتی علمت شود

کفر اختیار کرتا ہے اور دین کی تکمیل کرتا ہے جو کوئی علت و بسب اختیار کرتا ہے وہی بسب اصل میں ہوتا ہے۔

## عارف علماء کا مرتبہ و مقام

جاننا چاہئے کہ کامل وہ شخص ہے جس کے تصرف میں کھل و جبز ہو۔ پھر دو عالم پر اس کا قبضہ ہو۔ پس فقیر لا یحتاج کامل ہوتا ہے۔ چنانچہ با توفیق مرشد طالب اللہ کو طریقہ کی توجہ کے طے کرنے میں سر سے لے کر پاؤں تک پیٹ کر دل کی آنکھیں کھولتا ہے اور تحقیق کی آنکھوں سے معرفت فی الحقيقة فی اللہ کی توحید میں پہنچ کر طیرو سیر میں عارف باللہ بانظر سے پہنچت ہوا اور بجلی کے تیز دوڑتا ہے۔ دو عالم سے اس طرح گزر جاتا ہے کہ ہزاروں صاحبِ نظر دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ اور ایک پلک میں قرب اللہ کے حضور میں پہنچا دیتا ہے۔ یہ علماء عارف باللہ اور ولی اللہ یعنی اللہ کے دوستوں کے ہیں۔

## لازوال مراتب

جاننا چاہئے کہ فقیر و شریم اور الامر کا دو عالم پر غالب آنا۔ اسم اللہ ذات کے تصور، تفکر اور توجہ کے سوا معال ہے۔ فقیر کے یہ مراتب وصال لازوال ہے۔ جو مرشد طالب کو نظر سے مست و دیوانہ کر دے جیسا کہ دیوانہ کتا کر دیتا ہے تو وہ ناقص و ناتمام ہے اور حضوری اللہ کی معرفت کے قرب سے بیگناہ ہے۔ اگرچہ دیوانہ طالب جو حق سے بیگناہ ہے، جان دمال صرف کر کے گھر کو دیران کر دے۔ تو پھر بھی

اس قسم کا تصرف سو دمند نہیں ہوتا کیونکہ اسے معبودِ حقیقی کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔

گر مرشدے جاہل بود شیطان مثال  
اہل شیطان را نباشد حق وصال  
جاہل مرشد شیطان کی مانند ہوتا ہے۔ شیطان اور اہل شیطان  
کو وصال حق نہیں ہوتا۔

مرشدے جاہل بود اہل از خبیث  
بے خبر قرآن از نص و حدیث  
بیوقوف مرشد قرآن و حدیث اور نص سے بے خبر اور خبیث  
لوگوں میں سے ہے۔

مرشد جاہل بود شیطان مرید  
مرشد عالم مثل باشد پایزید  
بیوقوف مرشد شیطان کا مرید ہے جبکہ علم والا مرشد پایزید کی  
مثل ہوتا ہے۔

## حروف علم کا کمال

یاد رہے کہ علم تین حروف میں منقسم ہے :

م                          ل  
ع سے علم پڑھنا۔

ل سے لطف کرنا۔

م سے معرفت و رحمت تک رسائی حاصل کرنا۔

پس علم کے تینوں حروف سے علم، لطف، معرفت رحمت ہی شخص حاصل کرتا ہے جسے اسم اللہ اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتقاد و اعتماد ہو اور حقیقت جانے اور دونوں اسمائے مبارکہ کے آداب کو ملاحظہ رکھے اور مرشد کے فرمان پر یقین کرے پھر اسم پاک کا نفع وجود میں ظاہر ہو گا۔ اور تا شیر بھی ہو گی اور رواں بھی ہو جائے گا اور بُھر جائے گا۔ پس جو شخص اسم اللہ ذات اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتقاد نہیں کرتا وہ رجحت میں پڑھ کر مردود، مرتد اور زنداقی ہو جاتا ہے۔

## حصولِ قرب خداوندی

جاننا چاہیئے کہ کلمہ طیبہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ ایک مبارک اسم ہے۔ جب تک کامل مرشد شب دروز طالب کی طرف متوجہ نہ ہو اور طالب ظاہر و باطن میں اسے حاضر و غائب نہ جانے اور دامنی طور پر نگاہ نہ کرے تب تک طالب خداوندی قرب خداوندی حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہ راہ معرفت کی اور قرب توحید کی استقامت سے ہے۔ اس لیے قرب مع اللہ میں پوری استقامت رکھنی پڑتی ہے اور فی سبیل اللہ یوم آخرت تک ملامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ یہ صرف جباری بوجھ ہے۔ اللہ سبحانہ، لامکان کے راز ہیں۔ اور ایسی جماعت ہے جس میں زوال و پیشانی نہیں ہے صرف جباری و قہاری ہے۔

اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ جَلَّ مَجْدُهُ الْكَرِيمُ نَعَّلَى الْأَسمَاءِ الرَّحِيمَةِ فِي الْقُرْآنِ حَمِيدٌ میں ارشاد فرمایا،

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَاتَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجَهَنَّمِ

فَابْيُنَ أَنْ يَحْمِلُنَّهَا وَأَشْفَقُنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ  
كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا۔

ہم نے اپنی امانت زمین و آسمان اور پیاروں کے سامنے پیش کی  
بھراؤ نہوں نے عاجز رہا کر انکار کر دیا لیکن انسان نے اسے اٹھایا  
تحقیق وہ ظالم وجہل تھا۔

بھرا رشاد رب العالمین جل مجدہ الحکیم ہے :-

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتُ  
جس طرح تجویہ حکم کیا گیا اُسی پر قائم رہ۔

بھرا رشاد باری تعالیٰ ہے :-

أَطِيعُ اللَّهَ وَأَطِيعُ الرَّسُولَ وَأُولَئِكَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ

اللہ کی اطاعت، اور رسول کی اطاعت اور وقت کے حاکم کی اطاعت کر۔

پس اطیعو اشد فقیر لوگ ہیں جو اطاعت کرنے والے ہیں اور اطیعو الرسول بھی اطاعت  
کرنے والے فقیر لوگ ہیں جو عالم باشد ہیں۔ اور اُولیٰ الامر منکم بھی فقیر لوگ ہیں جو  
اشد تعالیٰ کے دوست ہیں۔

اسم اللہ ذات کے تصور سے یہ راہ قرب الہی تک پہنچاتی ہے۔ بہت سے  
لوگ لا فیں مار کر عاشق بنتے ہیں لیکن سچا عاشق ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے  
جو جان قربان کرتا ہے۔

## مقامات کی روشنی کا سبب

جاننا چاہیئے کہ نفس نظاہری عبادت، ذکر و فکر و مراقبہ و مکاشفہ و کشف  
و کرامات، ورد و خلاف اور تلاوت قرآن کو قبول کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک

صالح عمل کی وجہ سے ثواب ہے لیکن نفس اسم اللہ ذات کے تصور کو جو قرب مَعَ اللہ اور معرفت وصال ہے قبول نہیں کرتا۔ کیونکہ اسم اللہ کا تصور نفس کے لیے موت اور اس کے قتل کے لیے تلوار کی مانند ہے۔ اس طریقہ میں تصور با تو فیق تحقیق ہے۔ اسم اللہ ذات کی تحریر کی مشق ذات و صفات کے تمام مقامات کو روشن اور واضح کر دیتی ہے۔ جس مرشد کو اسم اللہ ذات کا تصور حاصل ہے وہ جس مقام و منصب پر طالب کو پہنچانا چاہے پہنچا سکتا ہے۔

**گنج بخش ہونا:** جاننا چاہئے کہ ہر ایک طریقہ کا طالب مرید امباہدہ، ریاضت اور رنج کو جاننا چاہئے مٹانیوالا ہوتا ہے لیکن طریقہ قادریہ میں مشاہدہ حضور سے خزانہ ملتا ہے۔ پس اہل خزانہ و اہل رنج کی مجلس راست نہیں آتی۔ نیز ہر ایک طریقہ میں مذکور کاذکر ہوتا ہے۔ لیکن طریقہ قادریہ میں قرب مَعَ اللہ اور قرب حضور ہے اس لیے اہل مذکور اور اہل حضور کی مجلس بہتر نہیں رہتی۔

**دشمن روح:** جاننا چاہئے کہ نفس مقدس رُوح کلامہن ہے جو معرفت خداوندی اشخاص کا علاج تصور بالفکر اور مشق وجود ہے۔ وہ کوئی سلک ملوک ہے جو بنے نصیب کو حضور سید العالمین علیہ افضل الصلاۃ والتجھیۃ والثناء کی مجلس عطا کر سکتا ہے۔ یہ وہی تصور ہے اور وہی فقر ہے اور یہی لا کیحتاج کے مراتب ہیں۔

**گرگوبیم شرح شوق خود عیال** مسیح کس زندہ نماند در جهان اگر میں اپنے شوق کی تشریح ظاہر کروں تو اس کی تاب نہ لانے کے براب سے دنیا میں کوئی بھی زندہ نہ رہے۔

پس اللہ ہی اللہ ہے باقی بخواہشاتِ دنیوی ہے۔

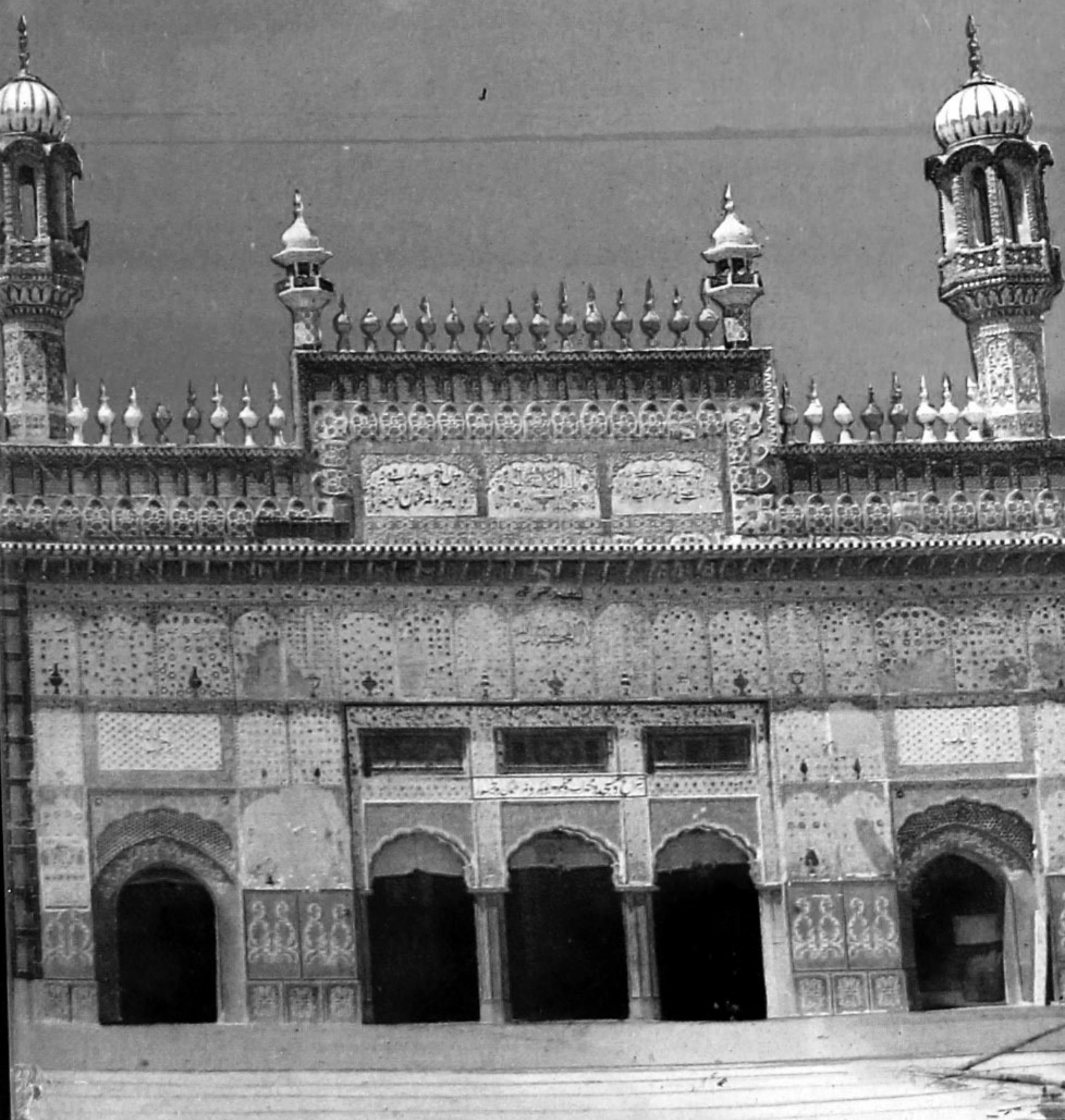
ابوالطیب محمد شریف عارف نوری (میرودوالی)

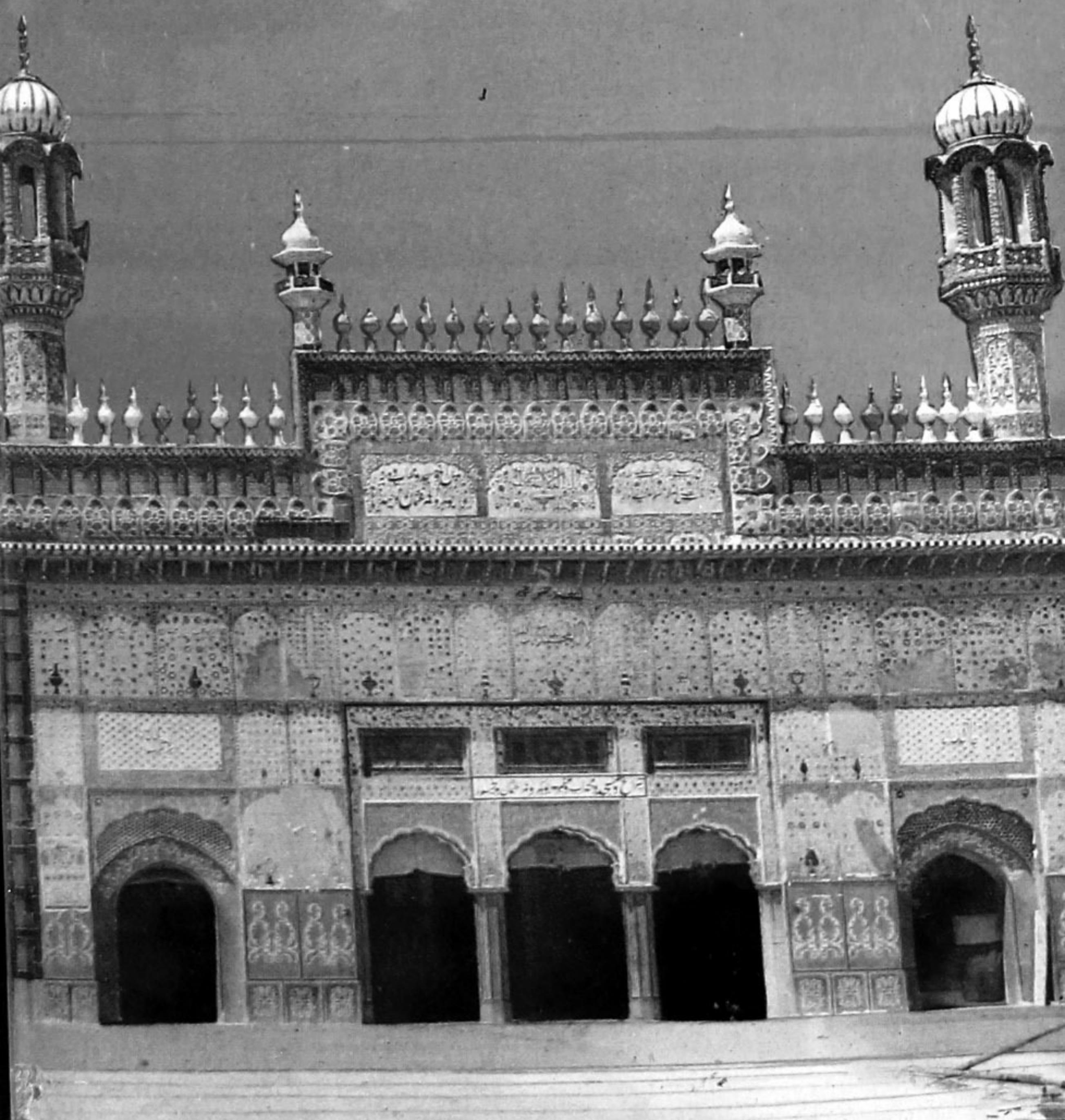
حال فاروق آباد ضلع شیخو پورہ ۱۹۹۳ء

# عُنوانات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۵	۲۳۔ ذکر کی تشریح	۱۶	۱۔ خطبہ مبارکہ
۳۵	۲۴۔ چودہ لطائف کا انکشاف	۱۸	۲۔ طریقہ قادری کی اہمیت
۳۶	۲۵۔ علمہ گوئی کے طریقے	۲۲	۳۔ خام پسپر کون؟
۳۷	۲۶۔ صوت سے پہلے موت	۲۳	۴۔ حصول قوت کاراز
۳۸	۲۷۔ جنویت کیا ہے؟	۲۶	۵۔ حقیقت گوں کا منکشاف ہونا
۳۹	۲۸۔ عارف شیخ کے مراتب	۲۶	۶۔ حقیقت کلام
۵۰	۲۹۔ حقیقت عارف	۲۶	۷۔ حقیقت استقامت
۵۱	۳۰۔ پوشیدہ خزانوں کا انکشاف	۲۹	۸۔ مرید اور طالب میں معنوی امتیاز
۵۲	۳۱۔ تصور اسم اللہ کا کمال	۳۰	۹۔ طالبِ عجیب کی حقیقت
۵۳	۳۲۔ فضل و فیض فقیر ال	۳۲	۱۰۔ مرشد کی یاد آوری
۵۴	۳۳۔ گواہانِ فقیر	۳۳	۱۱۔ توجہ حقیقی کا انکشاف
۵۵	۳۴۔ اسم اللہ کی کہنہ کی تلقین کرنا	۳۳	۱۲۔ شبیانِ کوہ قاف
۵۶	۳۵۔ اہل حجاب کون؟	۳۳	۱۳۔ اکتا لیں جوہر کا انکشاف
۵۷	۳۶۔ چھار مراتب کی تحقیق	۳۶	۱۴۔ نگاہ قادریت کے اثرات
۶۰	۳۷۔ عارف علماء کا مرتبہ و مقام	۳۸	۱۵۔ مشاہدہ کا حصول
۶۰	۳۸۔ لازوال مراتب	۳۸	۱۶۔ قلب قادریت کی کیفیت
۶۱	۳۹۔ حروفِ علم کا کمال	۳۹	۱۷۔ مالکِ الملکی کون؟
۶۲	۴۰۔ حصول قربِ خداوندی	۳۹	۱۸۔ ہادشاہی عطا کرنا
۶۳	۴۱۔ مقامات کی روشنی کا سبب	۴۰	۱۹۔ باطن کی حاضری
۶۴	۴۲۔ گنج بخش ہونا	۴۰	۲۰۔ حق و باطل میں تمیز کرنا
۶۴	۴۳۔ دشمنِ روح	۴۱	۲۱۔ اسم ذات باری تعالیٰ کی برکت
۶۴	۴۴۔ عنوانات	۴۳	۲۲۔ عارف کی علمی چیزیت

فِي الرَّجُلِ  
قمرسيا لوى روڈ  
گجرات  
053-3526063  
0300-9626100





# شیخ بہبہت



حضرت سلطان باہو جو اللہ علیہ